درس حدیث

محمد اظہر مدنی

جانوروں کا حق

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: بینما رجل یمشی فاشتد علیه العطش فنزل بئرا فشرب منها ثم خرج فاذا هو بکلب یلهث یاکل الثری من العطش فقال لقد بلغ هذا الکلب مثل الذی کان بلغ منی فنزل البئر فملأ خفه ماء ثم امسکه بفیه حتی رقی فسقی الکلب فشکر الله له فغفرله قالوا یارسول الله ان لنا فی البهائم اجرا؟ فقال فی کل کبد رطبة اجر. (متفق علیہ)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص کسی راستے پر جارہا تھا کہ اسے شدید پیاس لگی۔اس نے ایک کنویں میں اتر کر پانی پیا۔پھر کنویں سے نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔اس شخص نے سوچا کہ اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس لگی ہے جس طرح سے اس کو لگی ہوئی تھی۔چنانچہ وہ کنویں میں اترا اور اپنے موزہ میں پانی بھر کر اسے منہ سے پکڑ کر باہر نکلا پھر اس نے اس پیاسے کتے کو پانی پلادیا۔اللہ تعالیٰ نے اس کے (عمل) کی قدر کرتے ہوئے اسے معاف کردیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جانوروں کو کھلانے پلانے میں بھی ہمارے لئے ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر تر جگہ (جاندار) کے ساتھ بھلائی کرنے میں ثواب ہے۔

اسلام نے انسانوں پر رحم کرنے کے ساتھ ساتھ جانوروں پر بھی رحم کرنے کی ترغیب دی ہے جانور ہیں تو کیا ہوا؟ جاندار تو ہیں۔اس کی نظر میں جس طرح سے ایک انسان کی خوردنی اشیاء اور دیگر ضروریات ہیں اسی طرح سے ایک جانور کی بھی غذائی ضروریات ہیں جن کو مہیا کرنا ضروری ہے۔جو گھریلو جانور ہوتے ہیں وہ اپنے مالک کے محتاج ہوتے ہیں، جب ان کے سامنے پیش کیا جائے گا تبھی ان کو آسودگی ہوگی باقی وہ جانور جو گھریلو نہیں ہوتے ہیں۔جنگلات اور کھیتوں میں ہوتے ہیں وہ اپنی غذا کے لئے آزاد ہوتے ہیں۔ایسے جانوروں کے لئے اپنی غذا حاصل کرنا زیادہ مشکل نہیں ہوتا ہے۔

اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور پالنے والوں کو سخت ہدایت کی ہے کہ جو لوگ بکری، اونٹ، بھینس، دنبہ یا دیگر گھریلو جانور پالتے ہیں وہ ان کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کریں، بھر پیٹ کھانا کھلائیں، سردی کا موسم آئے تو سردی سے حفاظت کا انتظام کریں، گرمی کا موسم آئے تو گرمی کی شدت سے بچانے کے لئے بھی تدبیر کریں۔ صرف کام ہی نہ لیں ان کے کھان پان پر بھرپور توجہ دیں۔زمانہ نبوی کا ایک بہت مشہور واقعہ ہے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک باغ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اونٹ کی آنکھوں میں آنسو دیکھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس اونٹ کے پاس گئے اور اس کو اپنے ہاتھوں سے سہلایا۔اونٹ کے آنسو کو دیکھ کر اللہ کے رسول بہت خفا ہوئے اور معلوم کیا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے اس کو بلاؤ، پتہ چلا کہ اس اونٹ کے مالک ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ ہیں۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ کام زیادہ لیتے ہو اور کھلاتے کم ہو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اس بے زبان جانور کے بارے میں تم اللہ سے ڈرو جس نے تم کو اس جانور کا مالک بنایا ہے اس نے مجھ سے یہ شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور طاقت سے زیادہ کام لیتے ہو۔(سنن ابوداؤد)

دونوں حدیثوں میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جانور بھی ہمارے رحم وکرم کے مستحق ہیں۔ان کو بھر پیٹ کھانا کھلایا جائے، دیگر ضرورتوں کا خیال رکھا جائے اور ان سے اتنا ہی کام لیا جائے جتنی ان کے پاس گنجائش اور طاقت ہو کیوں کہ جانور میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک حد تک طاقت رکھی ہے جس کے مطابق ہی وہ کام کر سکتے ہیں۔جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کا ہی یہ بدلہ ہے کہ اللہ نے ایک شخص کو پیاسے جانور پر رحم کھا کر پانی پلانے کی وجہ سے معاف کردیا۔

انسان تو انسان اسلام نے جانوروں کے ساتھ کتنا اچھا برتاؤ کرنے کی تعلیم دی ہے لیکن یہ کتنا متعصّبانہ اور ظالمانہ رویہ ہے کہ کچھ لوگ ایک ایسے دھرم کو جو کسی جانور کی آنکھ میں آنسو بھی برداشت نہیں کرسکتا اس کو ایک انسانیت دشمن مذہب بنا کر پیش کر رہے ہیں جبکہ اسلام کی تعلیمات ایسے حقائق اور انسانیت نوازی پر مبنی ہیں جن کا انکار اور تکذیب کوئی بھی انصاف پسند نہیں کرسکتا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر جاندار کے حق کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
مولانا محمد خورشید عالم
مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی
مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا طہ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
ہمارا ماحول اور آلودگی	۷
سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عصری معنویت	۱۱
عبادت میں شرک کا مطلب	۱۴
وقت کی اہمیت	۱۸
بیسواں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم	۲۱
ایک کام چار انعام	۲۳
پانی ایک عظیم نعمت ہے	۲۵
جماعتی خبر	۲۸
نفرت انگیز ماتمی جلوس	۲۹
اشتہار: بیسواں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم	۳۱
اپیل	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک
سالانہ ———— ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ———— ۷/روپے
پاکستان ———— ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۔۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

اسلامی کلینڈر اور ایمانی کیریکٹر

یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ اسلامی کلینڈر کی رو سے نئے سال کا آغاز ماہ محرم کی پہلی تاریخ سے ہوتا ہے۔ متعدد اور مختلف احوال ووقائع اور حاجات وضروریات کے پیش نظر عہد خلیفہ راشد دوم حضرت عمر بن خطاب الفاروق رضی اللہ عنہ میں اہل حل وعقد اور اصحاب شوریٰ خصوصا ان کے وزیر و مشیر خاص، حیدر کرار، صاحب صائب الرای اور ہمدم وہمراز بفحوائے ”اقضاھم علی“ قاضی القضاۃ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ کے مشورے سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے یار غار حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ صدیق اکبر کا واقعہ ہجرت مدینہ اسلامی کلینڈر کا سرآغاز قرار پایا اور اسلام سنہ، ہجرت النبی علیہ السلام سے منسوب ہوا۔ ورنہ اقوام عالم کی ریت ورواج اور ان کے کلینڈر متعین کرنے کی روایت کے پیش نظر تاریخ کی سب سے بڑی بات ،باعث خیرات و برکات اور سبب نجات انسانیت از خرافات وشرکیات اور جہالت، اسلامی سنہ کا نقطہ آغاز ولادت نبوی قرار پاتی، یا حسب تجویز بدر وحنین ،احد وخندق، فتح مبین مکہ، صلح حدیبیہ اور دیگر اسلامی تاریخ کی اہم مناسبات جو زیر بحث آئیں وہاں سے اسلامی سنہ کی ابتدا کردی جاتی۔ لیکن فاروق اعظمؓ اور صحابہ میں سب سے زیادہ فیصلہ کن حکم سنانے والے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے انتہائی کسمپرسی، مظلومیت کی انتہا کو پہنچی ہوئی بے سروسامانی، عاجزی و درماندگی، دشمنوں کی یلغار، کوئی اپنا نہ کوئی یار و مددگار، راستہ بالکل دشوار، حالات ایسے کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کی کیفیت سے دوچار، سارے قبائل قریش کی ننگی تلوار بے نیام اور سیوف وسنان، ایک ہی ضرب کاری و یلغاری میں کام تمام کردینے والے انتظام وانصرام، محصوریت ومقہوریت کی داستان رقم کرنے والے حالات وواقعات، گھر بار، وطن ودیار، فضا وہوا اور مقدس ترین سرزمین جس میں پیدائش سے لے کر ۵۳/سال کی عمر تک بسر ہوئے، سے قومی، ملی، سیاسی، سماجی، خاندانی، دینی جیسے سینکڑوں مغتنمات اور عظیم وراثت چھوڑ کر بصد

تعجب وتأسف اور حیرت واستعجاب یہ کہتے ہوئے نکلنے پر مجبور ہوئے کہ اے مکہ کی سرزمین حبیب! جس میں ہم نے عمر کی ۵۳ بہاریں دیکھی ہیں، جہاں انبیاء و رسل، ملائک و خلائق اور خاندان واقوام کی ہزاروں امانتیں سر راہ بنی ہوئی ہیں، اگر تیرے باشندوں اور تجھ پر بسنے والوں نے مجھ کو نکال نہ دیا ہوتا، ہمارا عرصہ حیات تنگ نہیں کر دیا ہوتا اور آزمائش شدید کے باوجود میری اقامت ورہائش کو مشکل اور ناممکن نہ بنا دیا ہوتا تو میں ہرگز تجھ کو چھوڑ کر زندگی کی سب سے سخت راہوں کے لیے رخت سفر نہیں باندھتا۔ کیوں کہ تم ہی میری محبتوں اور چاہتوں کا مرکز ہو اور روئے زمین پر سب سے زیادہ محبوب ومحترم ہے۔

لیکن اس پر زیادہ دن بھی نہیں گزرے کہ چشم فلک نے یہ دیکھ لیا کہ اسلام کی تعمیر وترقی، انسانیت کی بھلائی اور سب سے بڑی دولت دین وایمان کی حفاظت وصیانت کا ضامن اور دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران اور عزت کی زندگی عطا کرنے والا سفر (ہجرت) وسیلۂ ظفر ثابت ہوا۔

دراصل یہ ہر مومن کے پیش نظر رہے کہ پائیدار فوز وفلاح کے لیے جو بھی کارنامہ انجام دیا جائے اور اس کے لیے جو بھی جتن کیا جائے، اگر اس میں اخلاص وللّٰہیت اور دین کی نشر واشاعت کا جذبہ کارفرما نہیں ہے تو اس سے امت ، فرد اور انسانیت کی کامیابی کی ضمانت نہیں دی جاسکتی، مال ودولت اس کا بدل نہیں ہوسکتا، حکومت الٰہیہ، مال غنیمت اور کشور کشائی اس کا کوئی حل نہیں ہے اور نہ ہی تعلیم کے نام پر لادینیت اور حیوانیت اور استحصالیت قوم کی ترقی کی ضمانت دے سکتی ہے۔ امت کو یہ سبق بار بار پڑھتے رہنا چاہئے، اسلامی کلینڈر کے نئے سال کو یاد رکھنا چاہئے اور یہ آموختہ دہراتے رہنا چاہئے کہ امت کی تمام مشکلات اور برے حالات اور انسانیت کے تمام مظالم وجہالت سے نجات کا راستہ نہ تعلیم ہے، نہ سیاست ہے، نہ دولت ہے اور کچھ بھی نہیں ہے، بلکہ اخلاص وللّٰہیت اور دین کی سربلندی کی خاطر ہر طرح کی قربانی پیش کرنا اور بے سروسامانی کے عالم میں اللہ کے کلمے کی بلندی اور ایمان کی حفاظت کے لیے کھڑا ہونا ہے۔ مایوسیوں کے بادل منڈلا رہے ہوں اور بے دست و پا اور بے سروسامان ہونے کے نازک حالات نے آگھیرا ہو تو ایسے میں امید ویقین کی روشنی جلانے کے اسباق ہمیں صرف ہجرت کے واقعے سے ملیں گے۔ پرخطر راہوں کے لیے دلیل راہ کافر ومشرک کا انتخاب ہمیں بتاتا ہے کہ غیر معمولی حالات میں بلاتفریق مذہب سب سے زیادہ تجربہ کار، ایماندار، مدبر اور ہوشیار مزدور پر بھی اعتماد کیا جاسکتا ہے اور سنگین حالات میں اس کی فتوحات سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ انتہائی نازک کیفیات میں سینکڑوں اعوان وانصار اور جانثار وایماندار مومنوں کے موجود ہونے کے علی الرغم عبداللہ بن اریقط جیسا کافر، مگر تجربہ کار کیسے کارگر ثابت ہوا ہے؟

آیئے آج سے تاریخ کے دھارے کو مکمل طور پر، ہر سطح پر اور ہر میدان میں بدل ڈالنے کا فریضہ انجام دیں اور غور کریں کہ بے سروسامانی کے عالم میں ایمان کی طاقت کی فراوانی کے ساتھ اسباب اختیار کرنے کے لیے کیا کیا جتن کئے جائیں؟ کمسن بچی اسماء کس قدر عظیم الشان کارنامے انجام دیتی ہیں! باپ نے انہیں یونہی گھر سے باہر تک کے سارے نظام وانتظام اور اہتمام کی ذمہ داری نہیں دے رکھی ہے۔ مواصلاتی نظام، مخابراتی نظام اور انٹلی جنس کے شعبہ کے لیے کس قدر فعال، موثر، برمحل، مجرب اور مناسب ترین شخص کو متعین فرما رہے ہیں۔ بکریوں کا ریوڑ، عبداللہ بن ابی بکر کی آمد ورفت، عامر بن فہیرہ کی مکہ کے اعیان ورعیان تک رسائی اور ہر طرح کے کام کی بلاتکلف اور بلاتردد واندیشہ کے انجام دہی اس آدمی کے علاوہ کوئی اس میدان کا ماہر بھی بلا خدشات اور رسک کے کر نہیں سکتا تھا۔ **الرجل المناسب في المكان المناسب** کی اس سے بہتر کوئی اور چوائس choice ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ ہجرت کی تیاری سے لے کر اس کے آخری مرحلے اور منزل ومقام تک پہنچانے میں ساری رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے اس قافلہ اسلام وانسانیت کو بام عروج تک پہنچانے کا فلسفہ واقعہ ہجرت میں مضمر ہے۔

اس بات پر غور کرنے اور اس سے سبق لینے کی ضرورت ہے کہ ایک طرف پورا قریش جان لینے کے لیے اپنے ترکش کا آخری تیر استعمال کرنے کا جتن کر رہا ہے اور جان کی بازی لگا رہا ہے اور دوسری طرف اللہ کا یہ مہاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان جان وایمان کے دشمنوں کی امانتوں کو ان کے سپرد کرنے کے لیے اپنے ایک عزیز ترین کو اس بستر پر لٹا رہا ہے، جس پر لاتعداد تلواریں ایک ساتھ گرنے والی ہیں اور ''ضربۃ رجل واحد'' کا سماں بندھنے والا ہے۔ سمجھ

میں نہیں آتا کہ قلعہ خیبر کا فتح کرنا آشوب چشم کی حالت میں زیادہ کٹھن تھا، یا موت کے سائے میں بظاہر بستر مرگ پر آنکھیں موند کر پڑے رہنا اور مار کر دم کے بستر پر پڑے رہنے کے مترادف لیٹے رہنا۔ دراصل دونوں میں سے کوئی مرحلہ دشوار نہیں، اگر ایمان ہے، فرماں برداری ہے، جانثاری ہے، نظم وضبط کی پاسداری اور اطاعت شعاری ہے۔ ورنہ عقل عیار اور موجودہ دور کے بہت سے ایمانداروں کا فکر وفلسفہ اور حیلہ وفن ایسے مواقع پر ہزار خود تراشیدہ اعذار اور حالات کی نزاکتوں کو یکطرفہ بنا دینے کے لیے کافی ہے۔

گھر کا سارا مال حضرت ابوبکرؓ اس سفر پر نثار کر رہے ہیں۔ آل واولاد کے پاس کچھ نہیں چھوڑتے ہیں، والد ابو قحافہ گھبرائے ہوئے ہیں اور دیگر خدشات کے ساتھ حالت سفر میں مالیات کی مار بھی سہنی پڑ رہی ہے۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں کیسے ایک کم سن بچی حسن تدبیر سے مالیات اور بجٹ وبیلنس کے اندیشہائے دراز سے دوچار دادا کو دلاسہ دے رہی ہے۔ نئی نسل کی ایسی ایمانی تربیت کی فکر دامن گیر ہونے کے بجائے اپنی کوتاہی کو چھپانے کے لیے یہ بلاوجہ ہوا کھڑا کرنا کہ اب ہماری بچیاں بھی دفتروں، گھروں، تربیت کدوں، اسکولوں اور مدرسوں کے صحن میں اغیار کی شکار ہو جا رہی ہیں، ایک لمحہ فکر یہ ہے۔ ہائے یہ گردش دوراں ہمیں لائی ہے کہاں؟

آپ نے کبھی غور کیا کہ ہجرت کی ان دشوار راہوں کے لیے توشہ وسواری کون تیار کر رہا ہے؟ اس سفر کے دو ہی مسافر ہیں اور ہمسفر اپنی تمام تر ایمانداری، ہوشیاری اور جانثاری کے باوجود نازک ترین حالات میں گھبرا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ جان و مال اور اعزہ کی قربانی خطرناک حالات میں قدم قدم پر پیش کر رہا ہے۔ دراصل اس کو اپنی جان کی کوئی پرواہ نہیں ہے، بلکہ وہ اپنے رہبر ورہنما اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی خاطر گھبرا جاتا ہے۔ دشمن کے پاؤں کی چاپ سر پر صاف سنائی دے رہی ہے۔ ان کے نگاہ نیچی کرنے کی دیر ہے، پھر تو دھر لیے گئے۔ لیکن غم عالم سے بڑا غم یہ سنتے ہی کافور ہو جاتا ہے کہ ''لا تحزن ان اللہ معنا''۔ بشرطیکہ صحت تعبیر اگر تیسرا موجود ہے تو قافلہ قوی ومضبوط ترین ہے۔ استقامت بے پناہ طاقت عطا کر جاتی ہے۔ ورنہ ہماری حالت تو یہ ہے کہ ہماری کشتی جتنی موجوں کے طلاطم سے نہیں ڈوب رہی ہے اتنی سواری کی گھبراہٹ اور افراتفری سے ڈوب رہی ہے۔ حتی کہ ملاح موسم کو دیکھتے ہی پتوار چھوڑ کر یا تو خود ڈوبنے کے لیے تیار ہیں یا راہ فرار اختیار کرنے اور شکست و ریخت کا شکار اور مکار وفنکار بنتے جا رہے ہیں۔ سنہ ہجری شاید ہمیں ہمارا سبق یاد دلا جائے۔

میرے عزیزو! غور کرو! کیا اس سے بھی زیادہ کٹھن اور کسمپرسی کا کوئی وقت ہوسکتا ہے؟ پھر تمہارے تقویم وکلینڈر اور نئے سال کی ابتداء کے لیے واقعہ ہجرت پر ہی کیوں اتفاق ہوا؟ کیا ہجرت سے انسانیت کی تاریخ کا سب سے بہتر دور دورِ اسلام کا آغاز نہ تھا؟ ناامیدیوں کے مطلع سے امیدوں کا سورج نہیں طلوع ہوا تھا؟ اور کیا رہتی دنیا تک ہر نازک موڑ پر یہ ہمارے لیے اسوہ وانمونہ نہیں ہے؟ بلکہ عام حالات میں ہمیں اسی کی روشنی میں اپنا حساب وکتاب کرنا ہوگا۔ فردی، خاندانی اور عالمی زندگی کا آغاز اسی سے کرنا ہوگا۔ اگر فتح مکہ یا فتح مبین بدر وحنین مطمح نظر ہو، نہ کہ مال غنیمت اور کشور کشائی، بلکہ انسانیت کی رہنمائی اور اس کی بھلائی، **الیوم یوم المرحمة** کی کارفرمائی اور **خلقکم من نفس واحدة** اور رب العالمین پر ایمان واتقان اور اسوہ رہبر انسانیت مشعل راہ ہو تو:

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود

کاش کہ امت ہجرت کے حالات کو جانتی اور اس سے سبق حاصل کرتی۔ کیوں کہ واقعہ ہجرت ہمیں یہ ہمت وحوصلہ بخشتا ہے کہ ہم مایوسیوں کے بادلوں سے نہ گھبرائیں، بلکہ ہم اس واقعے سے ہر طرح کا سبق سیکھ کر انسانیت کی منجدھار میں پڑی کشتی کو ساحل فوز وفلاح سے ہمکنار کر دیں اور اس طرح سے استقامت، نصرت، اخوت، ہجر ھوی وہوس اور تکریم انسانیت کا کردار واخلاق عام ہو۔

آج ضرورت ہے کہ کم از کم اس نئے ہجری سال کی مناسبت سے ہجرت کی تفصیلات، جزئیات، انتظامات اور ایک ایک لمحہ کی روشنی میں ملک وملت اور فرد وجماعت کا ادنیٰ کارکن، اعلیٰ وزیر ومشیر، حاکم اور قائد حزب اختلاف اگر تعبیر سہی ہے تو اپنے اندر صالحیت پیدا کرے، صلاحیت ہی نہیں بلکہ عظیم کامیابی والا عنصر اور ذریعہ بنے، کفر واسلام، اپنے اور غیر اور مسلم وغیر مسلم کے بکھیڑے اور نفاق وشقاق کے ساختشانے اور فتنے کھڑے کرنے کے بجائے انبیاء کے

سردار، امام الاتقیاء اور امت وانسانیت کے سب سے بڑے محسن کے امتی کا کردارادا کرے۔ اپنے اندر موجود مومن کی فراست اوراس کی محبت ونظر کی خوشبو سے امت وانسانیت کو معطر کرے اور خوف وخطر کا حقیقی طور پر ادراک کر کے کاروان ایمان وانسانیت کو ہم سفر اور راہبر کرے۔ اور ہر اس طرح کی سلبیات اور منفی رجحانات سے صرف نظر کرے، جو دلوں میں دوری پیدا کرتے ہیں، مایوسی وقنوطیت کا سبب بنتے ہیں اور جو لوگوں کو ہمدردی، نقد وتبصرہ اور زبانی جمع خرچ اور بظاہر اخلاص واپنائیت کے نام پر مزید تفرقہ اور عداوت ونفرت پر ابھاتے ہیں۔ مکی زندگی جو تمام انبیائے کرام پر آئی ہوئی آزمائشوں اور گزرے ہوئے کٹھن ادوار سے عبارت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام ابتلاء وآزمائش کو اکیلے برداشت کیا، اس کے کیا اسباب وحالات تھے، امت ان کو یاد کرے۔ ہجرت کی شب اوراس سے قبل ومابعد جن جن حالات سے دوچار ہونا تھا اور قبل از وقت اس کے لیے بے سروسامانی کی حالت میں بھی آپ کی جو تیاری ومستعدی تھی اسے مومنانہ انداز میں سنجیدگی سے لے کہ اعوان وانصار کیسے ہوں، رہبر قائد کیسا ہو اور رفقائے سفر کیسے ہوں؟ جس کفر وطغیان نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر سب سے بڑا ظلم روا رکھا اور جس کی وجہ سے جان وایمان کے لالے پڑے، اسی میں سے سب سے مفید اور سب سے زیادہ معرکہ سر کرنے والا راہبر کیسے مل گیا؟ کیوں کر اس پر اعتبار آیا؟ اور اس نے کیسے اپنا وعدہ نبھایا؟ کیا یہ مزدوری اور ڈیوٹی برائے ڈیوٹی تھی یا کچھ اور بھی؟ کیا قوموں کے بقایا اخلاقیات اور دین قدیم اسلام کے باقیات تھے، یا عربوں کے قومی جذبات ورجحانات، اور خیالات وامتیازات تھے، یا خود اپنا حسن انتخاب تھا، یا قول وکردار کے کرشمے تھے؟ چھٹی صدی ہجری میں چنگیزوں اور ہلاکو کی اولاد سے اسلام کو پاسبان مل گئے۔ ''پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے''، یا ہجرت سے قبل ہی مکہ میں پاسبان کعبہ پر قربان ہونے والے مل گئے تھے؟

سنہ ہجری اور ہجرت کے حوالے سے امت کو ان تمام نکات پر غور کرنے، ان سے عبرت پکڑنے اور ان سے سبق لے کر نازک ترین حالات میں کشتی ملت وانسانیت کو ساحل فروغ وترقی، امن وسعادت، اعلی اخلاق واقدار اور اخوت ویگانگت سے لگانے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

تاریخ ردقادیانیت اورخدمات اہل حدیث کے سلسلہ میں معلومات کا خزانہ

ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ کے قلم سے

تحریک ختم نبوت (1 تا25 جلدیں)

تاریخ اہل حدیث (1 تا9 جلدیں)

مکتبہ ترجمان کی مطبوعات پر 50% کی رعایت، مدارس، جامعات، مکتبات اور تاجران کتب درج ذیل پتہ سے طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان

اہل حدیث منزل،4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔110006

فون:011-23273407، فیکس:011-23246613

الحاج وکیل پرویز، ایم۔اے، بی۔ایڈ
ناظم مالیات، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(چوتھی قسط)

ہمارا ماحول اور آلودگی

بالائے زمین، نیز زمین اور آبی ماحول میں رہنے والے جاندار حیاتی ماحول کے عناصر ہیں۔آبی حیاتیات میں تمام اقسام کے خوردوکلاں حیوانات، خورد بینی اجسام اور نباتات شامل ہیں۔زیر زمین میں رہنے والے جاندار سانپ، بچھو اور مختلف اقسام کے حشرات الارض ہیں۔ بالائے زمین بسنے والے جاندار، انسان، چوپائے، پرند وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔اور اپنی غذائیں حاصل کرتے ہیں۔

غذا کے لحاظ سے حیوانات کی درجہ بندی

۱۔سبزی خور Herbivores

یہ جانور صرف سبزیوں پر گزارا کرتے ہیں ۔مثلاً ناک توڑا، ہرن، خرگوش، بکری، گائے، بھینس، مینڈھے، اونٹ، زراف وغیرہ پرندوں میں تیتر، بٹیر، بطخ وغیرہ بڑے جانوروں میں ہاتھی، گینڈا، گھوڑا، گدھا وغیرہ

۲۔گوشت خور Carnivors

ان حیوانات کی غذا گوشت ہوتی ہے۔ان کا شمار جنگلی جانوروں میں ہوتا ہے جو شکار کرکے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں۔مثلاً شیر، چیتا، لکڑ بھگا، لومڑی، مینڈک وغیرہ گھریلو جانور میں بلی، کتا اور شکاری پرندوں میں کوا، چیل، باز، گدھ وغیرہ

۳۔ہمہ خور Omnivocrs

جن جانداروں کا غذائی انحصار گوشت اور سبزیاں دونوں ہے وہ ہمہ خور کہلاتے ہیں۔ان جانداروں میں غذا تیار کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اس لئے ان کا غذائی انحصار دیگر اجسام پر ہوتا ہے۔انسان اور ریچھ کا شمار ہمہ خور جانداروں میں ہوتا ہے۔

حیوانات کی گروہ بندی باعتبار استعمال

نباتات سورج کی روشنی میں شعاعی ترکیبی عمل Photosynthesis کے ذریعے غذا تیار کرتے ہیں اور نمو پاتے ہیں۔یہ جاندار کی اولین غذا ہے اس لئے انہیں غذا ساز Producers کہا جاتا ہے۔ غذا کا استعمال کرنے والے صارفین Consumers کہلاتے ہیں۔صارفین کے تین گروہ ہیں۔

۱۔ابتدائی صارفین Primary Consumers

تمام سبزی خور جانداروں کا شمار ابتدائی صارفین میں ہوتا ہے۔

۲۔ثانوی صارفین Secondary Consumers

ابتدائی صارفین کو غذا کے طور پر استعمال کرنے والے جاندار ثانوی صارفین کہلاتے ہیں۔

۳۔ثلاثی صارفین Tertiary Consumers

ثانوی صارفین کو کھانے والے جاندار ثلاثی صارفین کہلاتے ہیں۔

جانداروں کی غذائی ضروریات پر غور کیا جائے تو کئی جانداروں کی دوسری حیثیت کا پتہ چلتا ہے۔کبھی وہ ابتدائی صارف ہوتے ہیں تو کبھی ثانوی یا ثلاثی صارف کی حیثیت رکھتے ہیں۔انسان اور ریچھ ہمہ خور ہونے کی وجہ سے یہ ابتدائی صارفین میں شمار کئے جاتے ہیں لیکن ساتھ ہی سبزی خود جاندار بھی ان کی غذا ہونے کی وجہ سے یہ ثانوی صارفین کی بھی حیثیت رکھتے ہیں۔اسی طرح شیر اور بعض جنگلی جانوروں کی غذا سبزی خور جاندار ہونے کی وجہ سے یہ ثانوی صارفین میں شمار کئے جاتے ہیں ساتھ ہی ان کی غذا گوشت خور جاندار ہوتی ہے اس لئے یہ ثلاثی صارفین کے زمرہ میں بھی شمار کئے جاتے ہیں۔

انسانی روزمرہ زندگی میں وسائل کا استعمال

۱۔زمین Earth

زمین کا وسیلہ ہماری زندگی کا اہم جز ہے۔اللہ تعالی نے اسی مٹی سے ہمارا خمیر بنایا اور بعد از مرگ اسی مٹی میں پیوست ہونا ہے۔ہماری پیدائش اور موت کا درمیانی وقفہ ہماری حیاتی زندگی پر منحصر ہے جس کا ہماری زمین سے گہرا تعلق ہے۔ہم اپنی ضروریات زندگی کا بیشتر حصہ اسی زمین سے حاصل کرتے ہیں۔پینے کے لئے پانی، کھانے کے لئے اناج، سبزیاں پھل، پھول وغیرہ، تن کو ڈھانکنے کے لئے کپاس اسی زمین سے حاصل کی جاتی ہے تمام اقسام کی دھاتیں، کچی دھاتیں، معدنیات، رکازات، کیمیائی مرکبات، ایندھن کے طور پر ٹھوس حالت میں لکڑی، کوئلہ، پتھر کا کوئلہ، احتراق پذیر مائعات، ایندھن کی شکل میں پٹرول، ڈیزل، مٹی کا تیل وغیرہ اسی زمین سے حاصل کی جاتی ہیں، تعمیری کاموں کے لئے جنگل سے لکڑیاں حاصل کی جاتی ہیں۔اسی کی مٹی سے اینٹیں اور سیمنٹ بنائی جاتی ہیں۔اس کے پہاڑوں سے بجری اور

ندیوں سے ریت حاصل کی جاتی ہیں جو تعمیرات کے لئے نہایت اہم ہیں۔ اسی زمین پر پیدا ہونے والے خورد بینی نباتات پھپھوند، بیکٹیریا کی وجہ سے جانداروں کے فاضلات اور سڑے گلے پودے نباتات کی غذا میں تبدیل ہوتے ہیں۔ زمین کی سطح ہر جگہ یکساں نہیں ہے مختلف حصوں میں اس کی مختلف حالتیں پائی جاتی ہیں۔ وہاں کی مٹی اوران کے استعمال بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ ان میں جنگلاتی زمین، پہاڑ، کھلے میدان، زراعتی زمین، ریگستان اور دلدلی زمینیں ہیں۔ جنگلات ہماری زمین کے تقریباً ایک تہائی حصہ میں واقع ہیں۔ ان میں بڑے اور اونچے درخت بھی پائے جاتے ہیں اور جھاڑیاں بھی ہوتی ہیں۔ کہیں کہیں خود رو پودے بھی اگ جایا کرتے ہیں۔ جلاؤ اور عمارتی لکڑیوں کے جنگلات علیحدہ ہوتے ہیں۔

جنگلات کے فوائد

درختوں کے تنوں اور مختلف حصوں سے روزمرہ زندگی کی کئی اشیا بنائی جاتی ہیں۔ مثلاً

۱۔تنہ اور شاخیں Stem and Branches

ان سے عمارتی اور جلاؤ لکڑیاں حاصل کی جاتی ہیں۔ مکانات کے دروازے، کھڑکیاں، فرنیچر، ریلوے کے سلیپر، اوزار کے ہینڈل وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔

۲۔بانس Bamboo

بانس کے چھت، رافٹر، دیواریں، فرش، چٹائی، تھیلیاں اور ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں۔

۳۔ٹہنیاں Branches

درختوں کی کچھ ارٹہنیاں رسی، فرنیچر، چھتری کے ہینڈل، عصا اور کھیل کے سامان بنانے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔

۴۔خوشبودار لکڑیاں Aromatic Wood:

یہ لکڑیاں خس اور صندل کے نام سے مشہور ہیں۔ صندل سے اگربتی بنانے اور خس کولر میں استعمال کی جاتی ہیں۔

۵۔درختوں سے حاصل ہونے والے تیل Essential Oils

بعض درختوں میں تیل کی وافر مقدار موجود ہوتی ہیں۔ مختلف درختوں میں مختلف اقسام کے تیل موجود ہوتے ہیں۔ جن سے بے شمار مرکبات اور اشیا بنائی جاتی ہیں۔ ان سے ربر، گوند، سنگار کے سامان (غازہ وغیرہ) رنگ گندہ بروزہ، تارپین، مصالحے، اور جراثیم کش دوائیاں بنائی جاتی ہیں۔ بعض درختوں سے ادویات کے مفردات جڑی بوٹی کی شکل میں حاصل کی جاتی ہیں۔ جن سے مختلف ادویات بنائی جاتی ہیں۔ یونانی اور زیادہ تر آیورویدک دوائیں نباتات سے ہی پائی جاتی ہیں۔ درخت اپنے پتوں کے دہن خلیوں کے ذریعے بہت بڑی مقدار میں آبی بخارات خارج کرتے ہیں جن سے فضائی رطوبت میں اضافہ ہوتا ہے اور فضائی آلودگی میں تخفیف ہوتی ہے۔

جنگلات کی کٹائی سے نقصانات

جنگلات کی کٹائی سے مندرجہ ذیل نقصانات ہوتے ہیں:

۱۔زمین کی بالائی تہہ کی بربادی

۲۔وسائل کی بربادی

۳۔بند وغیرہ میں گدلے پانی کا زبردست اضافہ

۴۔آب وہوا میں تبدیلی

۵۔جنگلاتی ماحول کی بربادی اور جنگلی جانوروں کا صفایا۔

۶۔زمینوں کا بنجر ہونا۔

۷۔ماحولیاتی آلودگی میں زبردست اضافہ

۸۔قدرتی خوبصورتی کی بربادی وغیرہ

۲۔پانی Water

ہماری زمین کا تقریباً ۷۰ فیصد حصہ پانی سے ڈھکا ہوا ہے۔ پانی بارش، پہاڑوں سے نکلنے والی ندیوں، آبشار اور جھرنوں سے حاصل ہوتا ہے۔ زیرزمین سے کنویں اور ہینڈ پمپ کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔ پانی آبی جانداروں کے علاوہ خشکی پر بسنے والے تمام جانداروں کے لئے نہایت ضروری ہے۔ انسان اور حیوانات بغیر پانی کے زیادہ دن تک زندہ نہیں رہ سکتے۔ نباتات کی نشونما کے لئے بھی پانی بے حد ضروری ہے۔ نباتات اپنی جڑوں کے ذریعے سے پانی اور اس میں حل شدہ نمکیات مثلاً کاربونیٹ، سلفیٹ اور فاسفیٹ حاصل کرکے بڑھ جاتے ہیں۔ روزمرہ کی زندگی میں پانی پینے کے علاوہ پکانے، غسل، طہارت، کپڑا اور برتن دھونے اور گھروں کی صفائی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بجلی پیدا کرنے، نالیوں کے ذریعے گندگی بہانے، جہاز رانی اور تعمیرات کے لئے بھی پانی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ہوا کے بعد یہ اللہ تعالیٰ کی دوسری نعمت ہے جس کی حفاظت ہمارے لئے فرض عین ہے۔

۳۔ہوا Air

جانداروں کی زندگی کا تمام تر انحصار ہوا پر ہے۔ جاندار ہوا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ تنفس کے ذریعے صاف ستھری ہوا پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے۔ اس کی آکسیجن خون کو صاف کرکے اس کے گندے عناصر کو جذب کر لیتی ہے۔ جنہیں سانس

کے ذریعے جسم کے باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ اس میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی کثیر مقدار موجود ہوتی ہے۔ قدرتی فضا میں ۷۹ فیصد نائیٹروجن، ۲۰ فیصد آکسیجن اور ایک فیصد کاربن ڈائی آکسائیڈ وغیرہ موجود ہوتی ہے۔

کرہ ہوائی تین حصوں پر مشتمل ہے

الف۔ کرۂ حارہ Troposphere

یہ کرۂ ہوائی سطح سمندر سے سترہ کلو میٹر اوپر تک ہے۔ تمام گیسیں اسی کرہ میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے یہ کرہ دوسرے کروں کے مقابلہ میں گرم ہے۔

ب۔ بالائی کرہ Stratosphere

یہ کرہ زمین سے سترہ کلو میٹر سے ۴۸ کلو میٹر تک ہے۔ اس کرہ میں اوزون کی سطح بھی ہے جو سورج سے آنے والی بالائے بنفشی شعاعوں Ultraviolet Rays اور دیگر ضرررساں شعاعوں کو زمین تک آنے سے روکتی ہے۔ اس کرہ میں بادل نہیں ہوتے اس لئے ہوائی جہاز اسی کرۂ ہوا میں پرواز کرتے ہیں۔

ج۔ سرد کرہ Mesosphere

یہ کرہ سطح زمین سے ۴۸ کلو میٹر کے اوپر کا حصہ ہے۔ یہاں کا درجہ حرارت بہت کم یعنی ۱۱۰ سنٹی گریڈ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کرہ نہایت سرد ہوتا ہے۔

عمل تنفس کے علاوہ ہوا کے اور بھی کئی استعمال ہیں کسی زمانہ میں جب ایندھن ایجاد نہیں ہوئی تھی تو بحری سفر کے لئے بادبانی کشتیاں استعمال کی جاتی تھیں۔

۴۔ سورج کی روشنی

سورج کی روشنی اور اس سے ملنے والی حرارت زمین پر بسنے والوں کے لئے بہت بڑی نعمت ہیں۔ ان کی روشنی میں ہم دن بھر اپنے کاموں کو بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ اس سے زمین پر آنے والی کرنوں سے جو حرارت ملتی ہے۔ وہ اس زمین کے ماحول کو گرم رکھتی ہے۔ ورنہ یہاں کی سردی سے جاندار ٹھٹھر کر دم توڑ دیں۔ اس کے علاوہ اس کی حرارت سے زراعتی زمینیں پھٹ کر کاشت کے قابل ہو جاتی ہیں۔ آج کل شمسی توانائی سے شمسی چولہے بنائے جارہے ہیں۔ بجلی حاصل کی جارہی ہے۔ بہت سی الیکٹرانک اشیا میں سیل چارج کرنے کے لئے اسی توانائی کا استعمال یا جاتا ہے۔

ماحولیاتی تعلیم:

ماحولیاتی تعلیم کی تعریف مندرجہ ذیل کئی طریقوں سے کی گئی ہے مثلاً

۱۔ ماحولیات کی تعلیم جاندار اور اس کے ماحول کے درمیان باہمی تعلق کو ظاہر کرتی ہے جس کی وجہ سے ان کا ایک دوسرے پر انحصار ہے تاکہ انہیں ماحولیاتی تبدیلی کا احساس ہو جائے۔

۲۔ ماحولیاتی تعلیم انسانوں میں ماحولیات کے تقاضوں کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے جو حیاتی، طبعی، سماجی، معاشی اور تفریحی تقاضوں کے باہمی رشتوں کے نتیجہ میں معرض وجود میں آتے ہیں۔

۳۔ ماحولیاتی تعلیم معاشی، سماجی اور تفریحی ترقیات کی اہمیت کو اجاگر کر کے ان میں تعاون کرنے کا حوصلہ پیدا کرتی ہے۔

ماحولیات کی تعلیم کے اغراض ومقاصد

ماہرین ماحولیات نے غور وخوض کے بعد ماحولیات کی تعلیم کے مندرجہ ذیل اغراض ومقاصد بیان کئے ہیں۔

۱۔ قدرتی نظام کی حقیقت اور اس کے افعال کا جاندار دنیا کے ساتھ باہمی تعلق کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔

۲۔ انسان، حیوانات ونباتات کے متعلق یہ رجحان پیدا کرنا کہ یہ بھی قدرت کی ہی کارفرمائی ہے اور ان کا ایک دوسرے پر انحصار ہے۔

۳۔ نظام قدرت کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے انسانی کارگزاریوں کے بہترین کارناموں کی ہمت افزائی کرنا۔

۴۔ عوام میں بیداری پیدا کرنا تاکہ وہ نظام قدرت کے مطابق زندگی گزارنے کے عادی ہو جائیں۔

۵۔ ماحولیاتی معاملات کے لئے ذاتی طریقہ کار کا استعمال کرنے کا احساس پیدا کرنا۔

۶۔ مقامی ماحول، اس کرۂ زمین کے ماحول کو جو کچھ عطا کرتا ہے، اس کا اعتراف کرنا۔

۷۔ شخصی ترقی اور مقامی ماحول کے باہمی رشتوں کا مطالعہ کرنا۔

۸۔ ماحول اور اس زمینی سیارہ کے تمام ذی روح اجسام کی بہبود کے لئے اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنا۔

۹۔ مقامی اور بین الاقوامی ماحولیات میں شرکت اور شخصی ترقی کے متعلق اعلیٰ تعلیم کی بنیاد رکھنا۔

۱۰۔ ماحول اور اس کی آلودگی کے متعلق عوام میں بیداری پیدا کرنا۔

۱۱۔ عوام خصوصاً طلبا میں ماحول کی بقا اور حفاظت سے متعلق معلومات فراہم کرنا اور یہ احساس دلانا کہ وہ ایسا ماحول پیدا کرنے سے گریز کریں جو ہمارے ماحول کو پراگندہ کرتے ہیں۔

عوامی بیداری کے عوامل

Facters of Public awareness

ماحول کی بڑھتی ہوئی آلودگی کو کم کرنے کے لئے عوام میں بیداری پیدا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ہمارا معاشرہ کئی طرح کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ معاشرہ کے معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے انھیں آلودگی کے مضراثرات سے آگاہ کیا جائے۔

اس کے لئے مندرجہ ذیل طریقے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

۱۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات ورسائل کے ذریعے معاشرہ کے لوگوں کو آگاہ کرنا۔

۲۔ تعلیم یافتہ طبقہ میں سیمینار، بحث ومباحثہ کی محفلیں قائم کرنا اور اس سلسلہ کے خبرنامے ان تک پہنچانے کی کوشش کرنا۔

۳۔ عام لوگوں کے درمیان گروپ بنا کر اس سلسلہ میں بیداری پیدا کرنے کی مہم چلانا۔

۴۔ عوامی رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنی تقریروں کے ذریعے عوام میں بیداری پیدا کریں۔

۵۔ اپنے دوست، احباب، رشتہ داروں سے بڑھتی ہوئی آلودگی کو ختم کرنے کے لئے گفتگو کرنا۔

۶۔ عوام میں یہ احساس ذمہ داری پیدا کرنا کہ وہ پان وتمبا کو کھا کر کہیں بھی تھوکنے اور سڑک کے کنارے پیشاب کرنے سے گریز کریں اور ان کے لئے جو جگہیں مقرر کردی گئی ہیں ان کے علاوہ دوسری جگہ استعمال نہ کریں۔

۷۔ عام جگہوں پر بیٹری سگریٹ کے استعمال سے پرہیز کرنا۔ بلکہ ان میں تمبا کو کے نقصانات سمجھا کر اس سے باز رکھنے کی کوشش کرنا۔

۸۔ انتظامیہ کی جانب سے ایسی فیکٹریاں قائم کرنا جس میں قابل اشیاء کو دوبارہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً کاغذسازی وغیرہ

۹۔ ہرسال عالمی یوم ماحولیات World Environment day اور جنگلاتی زندگی کے تحفظ کا ہفتہ Wild life week کا انعقاد کرکے عوام میں بیداری پیدا کرنا۔

۱۰۔ اسکولوں، کالجوں میں نصاب تعلیم، سیمینار اور گروپ ڈسکشن کے ذریعے طلبا میں بیداری پیدا کرنا۔

۱۱۔ اپنے گھروں کے اطراف قومی پارکوں کی سیر کروانا۔

(جاری)

☆☆☆

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد ومدارس وجامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کرسکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ واساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ’’جریدہ ترجمان‘‘ (اُردو)، ماہنامہ ’’اصلاح سماج‘‘ (ہندی)، نیز ماہنامہ ’’دی سمپل ٹروتھ‘‘ (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایا جات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نــوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایا جات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عصری معنویت

ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ سائنس اور ٹکنالوجی کا زمانہ ہے۔ اس زمانے میں انسانوں نے کافی ترقی کی ہے، ہر روز نئے نئے انکشافات ہورہے ہیں اور ایجادات سامنے آرہی ہیں۔ انفارمیشن ٹکنالوجی کی برق رفتاری نے دنیا کو ایک گاؤں بنادیا ہے، مادیت کا سیلاب ہے کہ تھمنے کا نام نہیں لیتا، جدھر دیکھو سامان عیش ونشاط کی فراوانی ہے، شہر تو شہر اب دیہات بھی رفتہ رفتہ جدید سہولیات سے آراستہ ہورہے ہیں، سوائے ایک انسانیت کی بستی کے، کہ جسے اجڑے ہوئے طویل عرصہ بیت چکا ہے۔ اخلاق وروحانیت کہیں اور جا کر بس گئی ہے۔ اخوت وبھائی چارے کا چمن ویران پڑا ہے۔ امن وشانتی کے عنادل خوش نوائی کو ترس گئے ہیں۔ حقوق انسانی بازیچہ اطفال بن کر رہ گئے ہیں۔ ہر طرف سراسیمگی چھائی ہوئی ہے۔ انسان خود اپنے ابنائے نوع سے خوف زدہ ہے۔ کس وقت اور کہاں کوئی دھماکہ ہوجائے، کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اخلاق وقانون کی بے بسی کا عالم یہ ہے کہ سپر پاور چند گھڑیوں میں ہنستے کھیلتے ملکوں کو افغانستان وعراق بنادیتا ہے، آزادیٔ نسواں کے بینر تلے حوازادیوں کا مختلف طریقوں سے استحصال ہورہا ہے۔ فنون لطیفہ کے نام پر بے حیائی وفحش کاری کو فروغ دیا جارہا ہے۔ معاشی عدم توازن کا یہ عالم ہے کہ ایک طرف تو معمولی محفل نشاط پر لاکھوں روپے پانی کی طرح بہادیے جاتے ہیں اور دوسری طرف ایک عورت افلاس کی وجہ سے محض دس روپے میں نوزائیدہ لخت جگر کو بیچنے پر مجبور ہوتی ہے۔ The end of History کے ذریعہ جاہلی طبقاتی نظام کا احیاء ہورہا ہے۔ خدابے زاری کی لعنت نے انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑا ہے۔ ہر شخص اپنے پرامن مستقبل کے تئیں فکر منداور پریشان ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ قلبی راحت وسکون کے لیے وقتاً فوقتاً مختلف ازموں اور فلسفوں کو آزمارہا ہے اور جنگلوں اور پہاڑوں کا رخ کررہا ہے۔ لیکن کہیں بھی اسے ایک پل کے لیے قرار حاصل نہیں ہوتا۔

تاریخ بتاتی ہے کہ انسانی دنیا اس طرح کے ناگفتہ دور سے آج سے چودہ سو سال قبل بھی گزر چکی ہے، جب انسانیت زندگی کی آخری سانسیں لے رہی تھی۔ ایک صحرائے عرب کیا بلکہ ساری دنیا میں بدامنی وابتری پھیلی ہوئی تھی، خوف ودہشت اور معاشی استحصال کا دور دورہ تھا، امن وقانون نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی تھی، اعلیٰ انسانی قدروں کا جنازہ اٹھ چکا تھا۔ بچیاں زندہ درگور کردی جاتی تھیں۔ غلاموں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔ عورتیں ہر طرح کے حقوق سے محروم تھیں، طاقت ور کمزوروں کو نگلے جارہا تھا، خدا فراموشی کے سبب ان گنت معاشرتی واخلاقی بیماریاں جنم لے چکی تھیں۔ شراب نوشی، قمار بازی، بے حیائی وحرام کاری، لوٹ کھسوٹ، قتل وغارت گری اور ارواح خبیثہ کی پرستش عام بات تھی۔ ایسے پرآشوب دور میں مرغ زار عرب میں مسیحائے انسانیت، رحمۃ للعالمین، احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، جہاں سے عروج انسانیت کی تاریخ شروع ہوئی۔

اہل سیر لکھتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور نشوونما یتیمی کے سایے میں ہوئی، لیکن عام یتیموں کے برعکس آپؐ عنفوان شباب سے ہی اعلیٰ انسانی قدروں کے دلدادہ تھے اور آپؐ کا وجود ان تمام خوبیوں اور کمالات کا حسین گل دستہ تھا جو متفرق طور پر پائے جاتے ہیں۔ آپ کے اندر عزم واستقلال، شجاعت ودلیری، صبر وشکر، توکل واعتماد، ایثار وقربانی، قناعت واستغناء، جود وسخا، تواضع وخاکساری جیسی بوقلموں اور متضاد صفات اس خوبی کے ساتھ موجود تھیں کہ گویا آپ کی ذات گرامی دنیا کا عظیم آئینہ خانہ ہو اور اس میں دیکھ کر ہر شخص بہ اندازۂ ہمت اپنے روح وجسم، تصور ووجدان، ظاہر وباطن اور اخلاق وعادات کی اصلاح کررہا ہو۔ نزول وحی کے تاریخی موڑ پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافی نروس ہورہے تھے، آپ کی رفیقۂ حیات سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ نے آپ کی دلجوئی کے لیے جو کلمات کہے ان سے بھی اخلاق کریمانہ پر روشنی پڑتی ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا، اس لیے کہ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں، درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، تہی دستوں کی مدد کرتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور راہِ حق کی مصیبتوں میں اعانت کرتے ہیں۔'' (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کا یہ اعجاز ہے کہ عرش والے نے بھی اس کی شہادت دی، فرمایا، بلاشبہ آپؐ اخلاق کے نہایت بلند مرتبے پر فائز ہیں (القلم: ۴) حتی کہ مشرکین مکہ، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے، بھی آپؐ کی صداقت وامانت اور سچائی وراست بازی کے دل وجان سے قائل تھے۔ ابوجہل کہا کرتا تھا، محمدؐ میں تم کو جھوٹا نہیں کہتا، البتہ تم جو پیغام لائے ہو اس کو صحیح نہیں مانتا (ترمذی) اہل مکہ کو جن قیمتی اشیاء کے ضائع ہونے کا خوف ہوتا وہ انہیں حضورؐ کے پاس بطور امانت رکھ دیتے تھے۔ شب ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو مکہ میں اس لیے چھوڑ گئے کہ وہ لوگوں کی امانتیں جو آپؐ کے پاس جمع تھیں ان کو واپس کردیں۔ (ابن ہشام)

عفو ودرگزر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیازی وصف تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپؐ نے کبھی اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہیں لیا (بخاری) اور نہ ہی کسی کی برائی کا بدلہ برائی سے دیا (ترمذی) حتی کہ آنحضورؐ نے دشمن جاں کو بھی بخش دیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کسی غزوے سے واپسی میں ایک درخت کے نیچے استراحت فرما ہوئے، آپ نے اپنی تلوار درخت سے لٹکا دی۔ ہم لوگ بھی کچھ دوری پر آرام کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بلا رہے تھے۔ جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک بدو بیٹھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں سو رہا تھا کہ اس شخص نے میری تلوار کھینچ لی، میں فوراً بیدار ہوا، دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں تلوار بے نیام ہے اور کہہ رہا ہے کہ تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ (یہ سننا تھا کہ اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی اور میں نے اسے اٹھا لیا) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے اس سے بدلہ نہیں لیا۔ (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ عفو ودرگزر صرف نجی زندگی تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ نے عفو عام کا مظاہرہ اس وقت بھی کیا جب آپؐ اسلامی ریاست کے ذمہ دار اعلیٰ تھے۔ مکہ کے شہریوں کو کون نہیں جانتا جنہوں نے تقریباً ۱۹ سالوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیارے اصحاب کا عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ جن کی وجہ سے انہیں ہجرت کے تلخ ترین دور سے گزرنا پڑا اور بدر وحنین جیسے معرکہ ہائے سخت جان سے دوچار ہوئے۔ یہ اپنی ان غیر انسانی حرکتوں کے سبب اخلاقاً کسی رعایت کے مستحق نہ تھے، دنیا کا سارا قانون انہیں مجرم قرار دے چکا تھا لیکن فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف کر دیا اور فرمایا: ''آج تم پر کوئی سرزنش نہیں، جاؤ! تم سب آزاد ہو۔'' (ابن ہشام)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا ایک درخشاں وتابناک پہلو توازن واعتدال پسندی ہے۔ آپ نے عبادات ہو یا معاملات ہر باب میں ہمیشہ متوازن اور آسان راہ اختیار فرمائی۔ آپ کے شوق عبادت کی کیفیت یہ تھی کہ رات میں لمبے قیام کی وجہ سے پائے مبارک متورم ہو جاتے۔ زبان اقدس ہر گھڑی یاد الٰہی میں زمزمہ سنج ہوتی۔ روزے کا بھی اہتمام تھا، فقر وفاقہ کے تکلیف دہ مراحل سے بھی گزرے، لیکن اس سب کے باوجود آپ کو تقشّف ورہبانیت کبھی پسند نہیں تھی۔ آپ نے شادیاں بھی کیں، مخلوقات خدا سے تعلقات بھی استوار کیے، ابتدائی ایام میں خود بھی تجارت سے شغل فرمایا اور صحابہ کو بھی تجارت اور کسب حلال کی تلقین کی، آپ نے فرمایا: ہاتھ کے کام سے بہتر انسان کی کوئی روزی نہیں، اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔ (بخاری) اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک محفل میں پرسوز نصیحتوں کے سبب آنسوؤں اور سسکیوں کا سماں بندھ جاتا تو آپ کی شگفتہ مزاجی اور خوش طبعی سے مجلس رشک گلزار بھی بن جاتی۔ ایک مرتبہ ایک ضعیفہ خدمت رسالت میں حاضر ہوئی کہ حضور اس کے لیے جنت کی دعا کر دیں ارشاد ہوا، بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ ضعیفہ کو بہت ملال ہوا اور روتی ہوئی واپس چلی آئی، آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں ضرور جائیں گی مگر جوان ہو کر۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آغاز شباب ہی سے امن پسند، صلح جو اور حق کے طرف دار تھے۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ مکہ میں قیام امن اور مظلوم کی دادرسی وحمایت کے لیے 'حلف الفضول' کے نام سے ایک کمیٹی بنی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں شریک تھے۔ حالانکہ آپ کی عمر اس وقت پندرہ سال سے زائد نہ تھی۔ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں عبداللہ بن جدعان کے مکان پر (جہاں حلف الفضول قائم ہوئی تھی) ایسے معاہدے میں شریک تھا کہ مجھے اس کے عوض سرخ اونٹ بھی پسند نہیں اور اگر دور اسلام میں اس عہد وپیمان کے لیے بلایا جاتا تو میں لبیک کہتا۔ (ابن ہشام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تینتیس سال کی ہوئی تو قریش نے کعبہ شریف کی تعمیر نو کی۔ حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب کرنے کے مسئلہ پر تنازعہ ہو گیا۔ ہر قبیلہ خود کو اس شرف کا حق دار سمجھ رہا تھا۔ قریب تھا کہ کشت وخوں کی نوبت آ جائے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال فراست نے اس آگ کو بجھا دیا (ابن ہشام) آنحضرت کی نگاہ میں انسانی جان کی اس قدر اہمیت تھی کہ آپ نے قتل ناحق کو گناہ کبیرہ قرار دیا۔ (بخاری ومسلم) حتی کہ ایک انسان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل بتایا (المائدہ:۳۲) خطبہ حجۃ الوداع میں انسانی جان کو محترم قرار دیتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا: ''لوگو! تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے۔ جس طرح تمہارے آج کے دن کی، رواں مہینے کی اور اس شہر کی حرمت۔'' (ابن ہشام) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل دنیا اس حقیقت سے نا آشنا تھی کہ آزادئ رائے وضمیر انسان کا بنیادی حق ہے اور یہ کہ وہ جس مذہب اور فکر وفلسفہ کو چاہے اختیار کر سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ حقوق انسانی کی بات کہی اور دنیا کو یہ تعلیم دی کہ دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔ (البقرہ:۲۵۶) آپ کو یہ ہرگز پسند نہ تھا کہ دین وعقیدہ کے معاملے میں تشدد کی راہ اختیار کی جائے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک یہودی نے سر بازار کہا، قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی، ایک صحابی یہ کھڑے سن رہے تھے، ان سے رہا نہ گیا، انہوں نے پوچھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔ اس نے کہا ہاں، یہ سن کر صحابی رسول نے غصے میں اسے تھپڑ رسید کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو ان صحابی پر برہمی کا اظہار فرمایا (بخاری) آپؐ کی تعلیم یہ بھی تھی کہ کسی کے مذہبی پیشوا کو برا بھلا مت کہو (انعام:۱۰۸) اس سے آپس میں نفرتیں جنم لیتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دلوں کو جوڑنے کے لیے آئے تھے آپؐ کی انتہائی آرزو تھی کہ لوگ قبیلہ، زبان، ملک اور مذہب کے ناروا حصاروں سے نکل کر وحدت انسانی کی حسین لڑی میں پرو جائیں۔ چنانچہ آپ نے اہل کتاب کو دعوت دی کہ جو قدریں ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہیں ان پر متحد ہو جاؤ (آل عمران:۶۴) اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو یہود ومشرکین مدینہ کے ساتھ پر امن تعایش باہمی (Peaceful co-existence) کا معاہدہ کیا اور سب کو ایک قوم (Nation) قرار دیا۔ (ابن ہشام) لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج جہاں عام دنیا میں مذہبی منافرت کا بازار گرم ہے۔ وہاں خود داعی اتحادِ انسانیت کی امت بھی مسلکی وگروہی اختلافات کے دلدل میں پھنسی ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ روزانہ ایک ہی کلمہ پڑھتی اور ایک ہی قبلہ کی طرف جھکتی ہے۔

آج آزادی نسواں اور حقوق خواتین کی حمایت میں مختلف حلقوں کی طرف سے دلفریب اور خوش کن نعرے لگائے جارہے ہیں۔لیکن اس کے باوجود ہر سطح پر جس قدر ان کے حقوق کی پامالی ہورہی ہے اور ان کا مختلف طریقوں سے استحصال ہورہا ہے وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں،تقریباً یہی کیفیت بعثت رسول کے وقت بھی تھی۔انہیں اپنی مرضی سے زندہ رہنے تک کا حق حاصل نہیں تھا۔نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو حق زیست عطا کیا،سماج میں مقام دلایا۔خاندان کی ملکہ قرار دیا اور ان کی تعلیم وتربیت کی فضیلت بیان کی ۔آپ نے فرمایا جس نے تین بچیوں کی پرورش کی۔ پھرانہیں اچھی تعلیم وتربیت دے کران کی شادی کردی اور ان سے اچھا سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔(بخاری) جس کے پاس بہن یا بیٹی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے جنس معلوم کر کے اسقاط حمل بھی اس میں شامل ہے)ان کو کم تر نہ سمجھے اور نہ ہی اس پر اولادِ نرینہ کو ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔(ابوداؤد)

عرب میں عدل ومساوات کا صحیح معیار خاندان،قبیلہ اور رنگ ونسل تھا۔عموماً انہی بنیادوں پر فیصلے ہوا کرتے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام امتیازات کو مٹا کر ایک ایسے نظام عدل کی بنا ڈالی جس کے سایے میں ہر شخص کو انصاف ملا اور کسی کا حسب ونسب امارت وغربت اور قومیت ووطنیت نفاذ عدل میں مانع نہیں ہوسکی۔ ایک مرتبہ قبیلہ مخزوم کی فاطمہ نامی عورت چوری کے جرم میں ماخوذ ہوئی۔عدالت نبوی سے اس کے ہاتھ کاٹ دینے کا فیصلہ صادر ہوا۔ یہ بات کچھ لوگوں کو ناگوار گزری، انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ،جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ محبت کرتے تھے، سے سفارش کرائی کہ ایک ذی حیثیت عورت کی اتنی بڑی توہین نہ کی جائے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہؓ پر کافی غصہ ہوئے اور فرمایا کہ کہ کیا تم اللہ کی مقرر کی ہوئی ایک حد کو نافذ کرنے سے روکنے کے لیے سفارش کرتے ہو۔پھر آپ نے مجمع سے یہ خطاب کیا۔"لوگو!تم سے پہلے کی امتوں کی گمراہی کا سبب یہ تھا کہ جو سماج کا معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور جب کم زور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کردی جاتی۔اللہ کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔(بخاری)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا ایک نمایاں پہلو خدمت خلق بھی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف داعی انقلاب اور مربی ہی نہیں تھے بلکہ آپ کی حیثیت سماجی کارکن اور رفاہی ادارے کی بھی تھی۔جس سے کیا مسلم کیا غیر مسلم،سب متمتع ہوتے تھے۔آپ کا ابر کرم دشت وچمن پر یکساں برستا تھا۔کسی کی پریشانی کو دیکھ کر آپؐ بے چین ہوجاتے اور آگے بڑھ کر اسے دور کرنے کی کوشش کرتے۔ابن اسحاقؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ قبیلہ اراش کا ایک شخص اونٹ لے کر مکہ آیا۔ابوجہل نے اس سے وہ اونٹ خرید لیا اور قیمت کی ادائیگی کے سلسلے میں ٹال مٹول کرنے لگا۔بالآخر تنگ آکر اس اراشی نے ایک روز حرم کعبہ میں آکر رؤسائے قریش کو جا پکڑا اور مجمع عام میں فریاد شروع کردی۔لیکن ان میں سے کسی میں بھی ابوجہل کے خلاف اراشی کی فریادرسی کی جرأت نہ ہوئی۔اس وقت مسیحا نفس رسول رحمت نے ہی اس اجنبی کی داد رسی کی اور ابوجہل سے کہہ کر اس کا حق دلوایا۔(ابن ہشام) حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ مدینے میں ایک یہودی رہتا تھا۔جس سے میں قرض لیا کرتا تھا۔ایک سال اتفاق سے کھجوریں نہیں پھلیں اور یہودی کا قرضہ ادا نہ ہوسکا۔اس پر پورا سال بیت گیا بہار آئی تو یہودی نے تقاضا شروع کردیا اب کے بھی پھل بہت کم آئے۔میں نے آئندہ فصل کی مہلت مانگی اس نے انکار کردیا۔میں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام واقعات بیان کیے تو آپ چند صحابہ کے ساتھ اس یہودی کے گھر تشریف لے گئے اور اسے کئی بار سمجھایا کہ مہلت دے دو۔مگر وہ کسی طرح راضی نہیں ہوا۔ بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر کے باغ میں درختوں کے درمیان کھڑے ہوگئے اور ان سے کہا کہ کھجوریں توڑنی شروع کرو۔آپ کی برکت سے اتنی کھجوریں نکلیں کہ یہودی کا قرض ادا کر کے بھی بچ رہیں۔(بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطرتا نہایت شفیق اور رحم دل واقع ہوئے تھے۔اللہ تعالی نے آپ کو رحمت عالم بنا کر بھیجا تھا۔آپ کی ساری زندگی لوگوں کے ساتھ ہم دردی اور ان کی بہی خواہی میں بسر ہوئی۔آپ نے فرمایا کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے،اللہ تعالی کو وہ شخص بہت محبوب ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے(احمد) اہل زمین پر رحم کرو اللہ عرش والا تم پر مہربان ہوگا(ابوداؤ) اللہ ایسے بندے پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا(احمد) ایک صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی پر بددعا کرنے کی درخواست کی تو نہایت غضبناک ہوکر آپ نے فرمایا میں دنیا میں لعنت کے لئے نہیں آیا ہوں (ابوداؤد) ایک دفعہ چند یہودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرارت سے السلام علیکم کے بجائے السام علیکم (تمہاری موت ہو) کہا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غصہ میں آکر اس کو سخت جواب دیا لیکن آپ نے انہیں روکا اور فرمایا کہ عائشہ!بدزبان نہ بنو،اللہ ہر معاملے میں نرمی کو پسند کرتا ہے(مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ انسانوں پر رحمت وشفقت کے پھول برسائے بلکہ آپ کی باران رحمت سے چرند وپرند نے بھی پیاس بجھائی۔امام بخاری نے الادب المفرد میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں جارہے تھے، دوران سفر ایک جگہ پڑاؤ ڈالا گیا،قریب ہی میں ایک پرندے نے انڈا دیا ہوا تھا۔ایک صاحب نے وہ انڈا اٹھالیا، چڑیا بے قرار ہوکر پر مارنے لگی۔آپ نے دریافت کیا کہ اس کو کس نے اذیت پہنچائی ہے؟ان صاحب نے عرض کیا کہ میں نے اس کا انڈا اٹھالیا ہے۔آپ نے فرمایا اسے وہیں رکھ دو۔

ایک مرتبہ کسی انصاری کے باغ میں آپ تشریف لے گئے۔ایک لاغر اونٹ پر نظر پڑی وہ آپ کو دیکھ کر بلبلایا،آپ نے شفقت سے اس پر ہاتھ پھیرا پھر لوگوں سے اس کے مالک کا نام دریافت کیا۔معلوم ہوا کہ ایک انصاری کا ہے۔آپ نے اس سے فرمایا،اس جانور کے معاملے میں اللہ سے نہیں ڈرتے (ابوداؤد)

(بقیہ صفحہ ۲۴ پر)

عبادت میں شرک کا مطلب

ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان

عبادت میں شرک سے مراد یہ ہے کہ عبادت کو یا عبادت کی کسی قسم کو غیر اللہ کے لئے کرنا۔ روئے زمین پر اس شرک کی ابتدا کیسے ہوئی اور یہ آج تک مخلوق میں جاری ہے، سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ نے رحم فرمایا ہے۔ عبادت میں شرک کی دو قسمیں ہیں:

ایک شرک اکبر جو انسان کو ملت سے خارج کر دیتا ہے، جیسے غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا، غیر اللہ سے دعا کرنا، یا عبادت کی قسموں میں سے کسی قسم کو غیر اللہ کے لئے کرنا۔

دوسری قسم شرک اصغر ہے جو ملت سے خارج تو نہیں کرتی البتہ اس سے توحید میں نقص واقع ہوتا ہے، اور بسا اوقات انسان دیر تک اس میں ملوث رہتا ہے یہاں تک کہ شرک اکبر میں واقع ہو جاتا ہے۔ جیسے غیر اللہ کی قسم کھانا اور بہت زیادہ ریاکاری، یا یہ کہنا کہ ''جیسے اللہ چاہے اور آپ چاہیں'' یا یہ کہنا کہ ''اگر اللہ اور آپ نہ ہوتے'' اور اسی طرح کے دوسرے جملے جو کہ زبان سے ادا تو کیے جاتے ہیں لیکن ان کے معانی مقصود نہیں ہوتے۔

اس امت میں شرک بہت رواج پکڑ چکا ہے اور اس کا معاملہ بہت سنگین ہو گیا ہے، اس کے اسباب بہت سے ہیں، مثلاً: اکثر لوگوں کی کتاب وسنت سے دوری، آباواجداد کی اندھی تقلید، مردوں کی تعظیم میں مبالغہ اور ان کی قبروں پر عمارتوں کا بنانا، اور اس دین کی حقیقت سے بے خبری جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، جیسا کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب اسلام میں وہ لوگ پروان چڑھیں گے جنہوں نے جاہلیت کو نہیں پہچانا تو اسلام کی کڑیاں ایک ایک کر کے ٹوٹ جائیں گی۔''

شرک کے عام ہونے کے اسباب میں سے ان شبہات اور حکایات کی شہرت بھی ہے جن کی وجہ سے اکثر لوگ بھٹک گئے ہیں اور جن کو وہ اپنے مشرکانہ اعمال کی درستگی کے لئے سند قرار دیتے ہیں۔ ان میں سے کچھ شبہات ایسے ہیں جو گزشتہ امتوں کے مشرکین نے پیش کیے اور کچھ ایسے ہیں جو اس امت کے مشرکین نے پیش کیے ہیں، ان شبہات میں سے چند یہ ہیں:

پہلا شبہ

یہ شبہ مشرکوں کے نئے اور پرانے تقریباً تمام گروہوں میں موجود ہے۔ اس کی اساس آباواجداد کے طرز عمل کو حجت ٹھہرانا ہے اور یہ کہ انہیں یہ عقیدہ اپنے آباواجداد سے ورثہ میں ملا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ''اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے جب کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے مالدار لوگ یہی کہنے لگے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم تو انہیں کے نقش قدم پر چلیں گے۔'' (الزخرف:۲۳)

اس دلیل کا سہارا وہ لوگ لیتے ہیں جو اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے۔ لیکن میدان مناظرہ میں اس بودی دلیل کی کوئی وقعت و قیمت نہیں ہے کیونکہ ان کے یہ آباواجداد جن کی انہوں نے تقلید کی ہے ہدایت پر نہیں تھے اور جو ہدایت پر نہ ہو اس کی پیروی اور اتباع کرنا جائز نہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ''کیا اگر ان کے آباواجداد نہ کچھ جانتے ہوں اور نہ ہی ہدایت پانے والے ہوں (تب بھی یہ ان کی پیروی کریں گے؟)'' (المائدہ:۱۰۴)

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ''کیا اگر ان کے آباواجداد بے عقل اور گمراہ ہوں (تب بھی یہ ان کی پیروی کریں گے؟)'' (البقرہ:۱۷۰)

آباواجداد کی پیروی قابل تعریف اس وقت ہے جب وہ حق پر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ''میں نے اپنے آباواجداد ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے دین کی پیروی کی۔ ہمارے لئے یہ روا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔ یہ ہم اور تمام لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔'' (یوسف:۳۸)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ ''اور جولوگ ایمان لائے اوران کی اولاد بھی ایمان کے ساتھ ان کی راہ پر چلی تو ہم ان کی اولاد کو بھی (جنت میں) ان کے ساتھ کردیں گے۔'' (الطّور:۲۱)

یہ شبہ مشرکین کے دلوں میں ایسا بیٹھ چکا ہے کہ وہ اس کو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی دعوت کے مقابلہ میں پیش کرتے رہے ہیں، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا:

یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْكُمْ وَلَوْشَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ''اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، کیا پس تم نہیں ڈرتے ؟ اس کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے: یہ تو تم جیسا ہی ایک آدمی ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ کسی طرح تمہارا بڑا بن جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ (واقعی) چاہتا تو فرشتے اتارتا۔ ہم نے تو ایسی بات اپنے باپ داداؤں میں نہیں سنی۔'' (المومنون: آیت ۲۳۔۲۴)

چنانچہ انہوں نے اپنے باپ دادا کے طرز عمل کو اپنے نبی حضرت نوح علیہ السلام کی لائی ہوئی دعوت کے مقابلے میں دلیل بنا کر پیش کیا۔

صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا:

اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ''کیا تو ہمیں ان چیزوں کو پوجنے سے روکتا ہے جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔'' (ہود:۶۲)

اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا:

اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ ''کیا تیری نماز تجھے یہ حکم دیتی ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں جن کی پوجا ہمارے باپ دادکرتے تھے۔'' (ہود:۸۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دلیل سے اپنی قوم کو خاموش کردیا تو انہوں نے بھی یہی بات کہی:

مَا تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِیْنَ قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ اَوْ یَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ یَضُرُّوْنَ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ''(ابراہیم علیہ السلام نے کہا) تم کس کو پوجتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم بت پوجتے ہیں اور انہی کے سامنے پڑے رہتے ہیں۔ (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا: جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا یہ سنتے ہیں یا تمہیں نفع ونقصان پہنچا سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم نے اپنے آباواجداد کو اسی طرح کرتے ہوئے پایا ہے۔'' (الشعراء:۷۰۔۷۴)

اور فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ''(فرعون نے) کہا: اچھا اگلے لوگوں کا کیا حال ہونا ہے؟'' (طٰہٰ: آیت ۵۱)

غرض کہ کفر ایک ہی ملت ہے اور مشرکین کے پاس حق کے مقابلہ میں بس یہی بودی اور بے وزن دلیل ہوتی ہے۔

دوسرا شبہ

یہ شبہ مشرکین قریش اور دیگر لوگوں نے پیش کیا، ان کا کہنا تھا کہ جس شرک کا وہ ارتکاب کررہے ہیں وہ درست ہے کیونکہ وہ تقدیر الٰہی سے ہے۔

سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ ''عنقریب مشرکین کہیں گے: اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا شرک کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کرتے۔'' (الانعام:۱۴۸)

اور سورۃ النحل میں فرمایا:

وَقَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا لَوْشَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ ''اور مشرک لوگ کہتے ہیں: (ہمارا کیا قصور ہے) اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا اس کے سوا کسی کو نہ پوجتے اور نہ ہی ہم اس کے (کہے) بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔'' (النحل:۳۵)

اور سورۃ الزخرف میں فرمایا:

وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ''اور انہوں نے کہا: اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان کو نہ پوجتے۔'' (الزخرف:۲۰)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے سورۃ الانعام کی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

مشرک اپنے شرک اور اپنی طرف سے حرام کردہ چیزوں کی حرمت ثابت کرنے کے لئے جو شبہ پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسے بیان کیا ہے (وہ کہتے ہیں) کہ ان کے شرک اور ان کی چیزوں کو حرام کرنے کی اللہ تعالیٰ کو خبر ہے اور وہ اس بات پر قادر ہے کہ ہمارے دلوں میں ایمان ڈال دے اور ہمیں کفر سے روک دے، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا، اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے اعمال وتصرفات اللہ تعالیٰ کی مشیئت وارادہ سے ہیں اور ہمارے ان اعمال کی وجہ سے وہ ہم سے راضی ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس پر لکھا ہے:

یہ کچی اور باطل دلیل ہے۔ اگر ان کی یہ بات درست ہوتی تو انہیں اللہ تعالیٰ کیوں عذاب چکھاتا؟ اور کیوں انہیں تباہ وبرباد کرتا اور ان سے شدید انتقام لیتا؟

قل هل عندكم من علم

''(اے پیغمبر) کہہ دیجئے: کیا تمہارے پاس اس بارے میں کوئی علم ہے؟''

یعنی اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے ان اعمال کی وجہ سے خوش

ہے۔ فتخرجوہ لنا پس تم اس کو ہمارے سامنے پیش کرو۔ تم تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہو۔

یعنی یہ تو ان کا وہم اور خیال ہی ہے جس کی بنا پر وہ بات کہہ رہے ہیں۔

وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْن (سورہ انعام:۱۴۸)

یعنی تم اپنے دعوی میں اللہ پر جھوٹ وافترا باندھ رہے ہو۔(تفسیر ابن کثیر:۲/۱۸۶)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ سورۃ النحل کی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ان کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کو ناپسند کرتا ہوتا تو ہمیں ان کی سزا دیتا اور ہمیں وہ اعمال کرنے کی طاقت وقدرت ہی نہ دیتا، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شبہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (سورہ نور:۳۵)

''رسولوں کی ذمہ داری تو صرف واضح طور پر(پیغام کو) پہنچانا ہے۔''

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِىْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ''اور ہم تو ہر ایک امت میں رسول بھیج چکے ہیں (یہ حکم دے کر) کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچے رہو۔ پس ان میں سے کچھ ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت دی اور کچھ ایسے تھے کہ ان پر گمراہی جم گئی۔ ذرا زمین میں سیر کرو اور دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔''(النحل:۳۶)

یعنی صورت حال اس طرح نہیں جس طرح تم نے گمان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مذمت نہیں کی اللہ تعالیٰ نے تو انتہائی شدید انداز میں تمہاری مذمت کی ہے اور انتہائی سخت انداز میں شرک سے منع کیا ہے اور ہر زمانے اور لوگوں کے ہر گروہ میں رسول مبعوث کیا، اور سب رسول ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے اور غیر اللہ کی بندگی سے منع کرتے۔

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (سورہ نحل:۳۶)

''اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''

جب سے بنی آدم کے اندر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں شرک شروع ہوا اللہ تعالیٰ اسی دعوت کے ساتھ رسولوں کو مبعوث فرماتا رہا، اہل زمین کی طرف پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام تھے اور آخری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کی دعوت مشرق ومغرب کے سب انسانوں اور جنوں کے لئے ہے، ان سب رسولوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِىْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْن ''اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس پر یہی وحی بھیجتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری عبادت کرو۔''(الانبیاء:۲۵)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَىْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَىْءٍ ''تجھ سے پہلے جو پیغمبر ہم بھیج چکے ہیں ان سے سوال کر، کیا ہم نے رحمٰن کے سوا معبود مقرر کئے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے؟''(الزخرف:۴۵)

اور اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِىْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ''ہم ہر امت میں رسول بھیج چکے ہیں (یہ حکم دے کر) کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''(النحل:۳۶)

اس کے بعد کسی مشرک کا یہ کہنا کس طرح درست ہے کہ

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَىْءٍ ''اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت شرعیہ ان کے شامل حال نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ انہیں اس سے منع فرمایا ہے۔ جہاں تک اس کی مشیئت کونیہ کا تعلق ہے کہ تقدیر الٰہی کے تحت انہیں ایسا کرنے کا اختیار دیا گیا تو اس میں ان کے لئے کوئی حجت نہیں...

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ رسولوں کی تنبیہ کے بعد ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں دنیا ہی میں سزا دی گئی۔(تفسیر ابن کثیر:۲/۵۸۶-۵۸۷)

اس شبہ کو پیش کرنے سے مشرکوں کا مقصد اپنے برے اعمال کی معذرت کرنا نہیں کیونکہ وہ اپنے اعمال کو برا ہی نہیں سمجھتے بلکہ

وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ''وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔''(الکہف:۱۰۴)

وہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی پوجا اس لئے کرتے ہیں:

لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ''تاکہ وہ ہمیں مقام ومرتبہ میں اللہ سے قریب کر دیں۔''(الزمر:۳)

چنانچہ ان کے اس شبہ کے پیش کرنے کا مقصد یہ حجت پیش کرنا ہے کہ ان کے اعمال جائز ودرست اور اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر حقیقت وہی ہوتی جو یہ پیش کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی مذمت کے لئے رسولوں کو مبعوث نہ کرتا اور اس پر انہیں سزا نہ دیتا۔

تیسرا شبہ

ان کے شبہات میں سے ایک ان کا یہ گمان ہے کہ لا الہ الا اللہ کا صرف زبان سے کہہ لینا جنت میں داخلہ کے لئے کافی ہے خواہ اس کے بعد انسان کیسے ہی شرکیہ یا کفریہ اعمال کرے، اس سلسلہ میں وہ ان احادیث کے ظاہری الفاظ سے دلیل پکڑتے ہیں جن میں آیا ہے کہ جس نے اپنی زبان سے شہادتین (اللہ تعالیٰ کی توحید کی شہادت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی) کا اقرار کیا وہ جہنم کی آگ پر حرام ہوگیا۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ ان احادیث سے مراد وہ شخص ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اسی پر اس کی موت آئی، اور شرک کر کے اس نے اس کلمہ کی خلاف ورزی نہیں کی، بلکہ خلوص دل سے اس کلمہ کا اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا جن کی عبادت کی جاتی ہے ان کا انکار کیا اور اسی پر اس کی موت آئی، جیسا کہ عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

’’بے شک اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ پر اس شخص کو حرام کر دیا جس نے اللہ کی رضامندی کے حصول کے لئے لا الہ الا اللہ کہا۔‘‘ (صحیح مسلم: ۱/۲۵۶)

اور صحیح مسلم میں ہے:

’’جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اللہ تعالیٰ کے سوا جس کسی کی بھی عبادت کی جاتی ہو اس سے کفر کیا تو اس کا مال اور خون حرام ہوگیا (کسی کو اس کے مال پر ہاتھ ڈالنے اور اس کا خون بہانے کی اجازت نہیں) اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔‘‘ (صحیح مسلم: ۱/۵۳)

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال وخون کی حرمت کو دو باتوں سے مشروط کیا ہے: پہلی بات: لا الہ الا اللہ کا کہنا اور دوسری بات: اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے ان سے انکار کرنا۔ اس طرح معنی کے بغیر محض لا الہ الا اللہ کے الفاظ کہنے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس کا کہنا بھی ضروری ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ لا الہ الا اللہ کہنا جنت میں داخل ہونے اور جہنم کی آگ سے نجات پانے کا سبب اور اس کا مقتضی ہے، لیکن کوئی سبب اور مقتضی اسی وقت کارآمد ومفید ہوتا ہے جب اس کی شروط پائی جائیں اور اس کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹیں موجود نہ ہوں۔ حسن رحمہ اللہ سے کہا گیا: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہوگیا، انہوں نے جواب دیا: جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے حقوق وفرائض کو ادا کیا وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

وہب بن منبہ نے اس شخص کو جس نے ان سے سوال کیا کہ کیا لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں ہے؟ جواب دیتے ہوئے کہا: کیوں نہیں، لیکن ہر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں، اگر تو ایسی کنجی لائے گا جس کے دندانے ہوں تو وہ تیرے لئے کھول دے گی وگرنہ کھول نہ سکے گی۔

لہٰذا کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ صرف لا الہ الا اللہ کہنا جنت میں جانے کے لئے کافی ہے، خواہ اس کا کہنے والا مردوں سے دعائیں کرتا ہو اور مشکلات میں ان سے فریاد کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا جن کی پوجا کی جاتی ہے ان سے کفر بھی کرنے والا نہ ہو، یہ تو کھلا ہوا مغالطہ ہے۔

چوتھا شبہ:

ان کے شبہات میں سے ایک ان کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ جب تک لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے رہیں گے امت محمدیہ میں شرک واقع نہیں ہوگا، اولیاء وصالحین کی قبروں کے پاس جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں وہ شرک نہیں ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ اس امت میں یہود ونصاریٰ کے طرز عمل کی مشابہت پائی جائے گی۔ اور انہی میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور راہبوں کو رب بنا لیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی ہر ہر بات میں پیروی کروگے، حتی کہ اگر وہ گوہ کی بل میں داخل ہوئے تو تم بھی اس میں داخل ہوگے۔‘‘ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہود ونصاریٰ (مراد ہیں)؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تو اور کون؟‘‘

(صحیح بخاری طبع شدہ مع فتح الباری) ۱۳/۳۰۰)

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ اس امت کے بعض افراد وہ سب کچھ کریں گے جو پہلی امتوں نے کیا خواہ اس کا تعلق دینی امور سے ہو یا عادات سے یا سیاست سے۔ چونکہ پہلی امتوں میں شرک پایا گیا، لہٰذا اسی طرح اس امت میں بھی شرک پایا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بات کی خبر دی تھی وہ بات واقع ہو چکی ہے، چنانچہ آج اللہ تعالیٰ کی بجائے ان قبروں کی کتنی ہی صورتوں میں پرستش کی جاتی ہے اور ان پر پر ڈھیر ساری نذریں پیش کی جاتی ہیں۔

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی خبر دی ہے کہ اس وقت تک قیامت بپا نہ ہوگی جب تک ان کی امت میں سے ایک قبیلہ مشرکوں کے ساتھ نہ مل جائے گا، اور جب تک ان کی امت میں سے کچھ گروہ بتوں کو نہ پوجیں گے۔ (سنن ابی داود: باب الفتن حدیث نمبر ۴۲۳۲۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے)

اس امت میں شرک، تباہ کن باتیں، اور گمراہ فرقے ظاہر ہو چکے ہیں جن کی وجہ سے بہت سے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

وقت کی اہمیت

فیضان یوسف جامعی اثری
متعلم المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ، نئی دہلی

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، ہم اللہ کی ان نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"(النحل/18) اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم اسے نہیں کر سکتے۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

انہیں نعمتوں میں ایک عظیم اور قیمتی نعمت وقت ہے، وقت ایک ایسی نعمت ہے جسے اللہ نے ہر انسان کے لئے مہیا کر رکھی ہے، اللہ نے اس نعمت کو سب کے لئے یکساں رکھا ہے، چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر، امیر ہو یا غریب، ہر ایک کے لئے دن میں چوبیس گھنٹے ہی ہیں۔

قرآن وسنت میں وقت کی اہمیت مختلف زاویے سے بتائی گئی ہے، قرآن نے اس کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے اسے عطیہ خداوندی قرار دیا۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَار وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ" (ابراھیم/33،34)

"اسی نے تمہارے لئے سورج چاند کو مسخر کر دیا ہے کہ برابر ہی چل رہے ہیں اور رات دن کو بھی تمہارے کام میں لگا رکھا ہے- اسی نے تمہیں تمہاری منہ مانگی کل چیزوں میں سے دے رکھا ہے اگر تم اللہ کے احسان گننا چاہو تو انھیں پورے گن بھی نہیں سکتے یقیناً انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔"

قرآن مجید میں اللہ نے کئی مقامات پر وقت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے قسم کھائی ہے، سورۃ الضحی میں چاشت کے وقت کی قسم کھائی، وَالضُّحٰى، قسم ہے چاشت کے وقت کی، سورۃ اللیل میں رات کی قسم کھائی، وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى، قسم ہے رات کی جب چھا جائے، سورۃ العصر میں زمانہ کی قسم کھائی، وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ قسم ہے زمانہ کی یقیناً انسان خسارہ میں ہے۔

وقت کی اہمیت سے متعلق انس بن مالک سے ایک روایت مروی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا، ان قامت الساعة وفی یداحدکم فسیلة فان استطاع ان لا تقوم حتی یغرسها فلیغرسها روی احمد(12902)، والبخاری فی الأدب(479)، وعبد بن حمید فی مسندہ(1216)، والبزار فی مسندہ(7408)

یعنی اگر قیامت قائم ہو جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کوئی چھوٹا سا پودا ہو جسے وہ زمین میں لگانا چاہتا ہے، تو اس حال میں بھی اگر اس کے لئے ممکن ہو تو ضرور لگا دینا چاہئے۔ اس حدیث میں وقت کی اہمیت بتلائی گئی ہے کہ اگر اعمال صالحہ یا نیک کام کرنے کے لئے تھوڑا بھی وقت ہو تو اس کو غنیمت جانتے ہوئے نیک عمل انجام دو، ایک حدیث میں وقت کو نعمت قرار دیا گیا ہے ارشاد نبوی ہے۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة والفراغ (سنن ترمذی کتاب الزهد عن رسول الله صلی الله علیه وسلم باب ما جاء فی ان الصحة والفراغ نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس 2304) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ اپنا نقصان کرتے ہیں، اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا کہ لوگ اپنی تندرستی، اپنی توانائی کے ایام کا خیال نہیں کرتے، اپنی صحت کا صحیح طریقہ سے استعمال نہیں کرتے اور یہ صحت وتندرستی ختم ہو جاتی ہے تو افسوس کرنے لگ جاتے ہیں، دوسری بات جو اس حدیث سے معلوم ہوئی کہ اگر یہ وقت چلا گیا تو پھر نہیں آئے گا، جو وقت تمہیں میسر ہو رہا ہے تم اس سے فائدہ اٹھاؤ اور نیکیوں میں سبقت کرو۔

ہمارے اکابر امت وقت کی اہمیت کو سمجھتے تھے اور وقت کی بڑی قدر کیا کرتے تھے۔

امام رازیؒ کے بارے میں آتا ہے کہ انکے نزدیک وقت کی اتنی اہمیت تھی کہ وہ کہتے تھے کہ کھانے کا وقت کیوں علمی مشاغل سے خالی جاتا ہے۔

واللہ انی اتاسف فی الفوات عن الاستغال بالعلم فی وقت الاکل فان الوقت والزمان عزیز (عیون الانباء فی طبقات الاطباء 462) خدا کی قسم مجھے کھانے کے وقت علمی مشاغل کے چھوٹ جانے پر افسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ وقت متاع عزیز ہے۔

امام جوزیؒ فرمایا کرتے تھے کہ وقت وہ قیمتی شئے ہے، جس کی حفاظت کا ذمہ دار تمھیں بنایا گیا، لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ یہی وہ چیز ہے جو تمہارے پاس نہایت آسانی سے ضائع ہو رہی ہے (شذرات الذہب، 326/6)

اسی طرح جنید بغدادیؒ نزع کے وقت قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے، ان سے پوچھا گیا کہ آپ اس آخری وقت بھی تلاوت فرما رہے ہیں کہتے ہیں۔ میرا نامۂ اعمال لپیٹا جا رہا ہے، تو جلدی جلدی اس میں نیکیوں کا اضافہ کر رہا ہوں (صید الخاطر /320)

وقت کے بارے میں کہا جاتا ہے، **الوقت ثمن من الذهب**، وقت سونے سے زیادہ قیمتی ہے، ایک شاعر کہتا ہے: **حياتک انفاس تعد فكلما، مضى نفس منهما انقضت به جزء**

یعنی تیری زندگی چند محدود گھڑیوں کا نام ہے، ان میں سے جو گھڑی گذر جاتی ہے اتنا حصہ زندگی کا کم ہو جاتا ہے۔

اسی طرح کہا جاتا ہے، **الوقت كالسيف ان لم تقطع قطعتک**، وقت تلوار کے مانند ہے اگر اسے نہ کاٹو تو وہ تمھیں کاٹ دے گی، آج کا بڑا المیہ یہ ہیکہ ہم وقت کی اہمیت کو نہیں سمجھ رہے ہیں، آج انسٹا گرام، واٹس ایپ، فیس بک، ٹیوٹر، وغیرہ میں وقت ضائع کر رہے ہیں، ہم اپنے وقت کو موبائل گیمز کھیلنے میں ضائع کر رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو خورد ونوش اور ناچ گانے میں رات گزاریں گے، وہ صبح اس حالت میں کریں گے کہ بندر اور خنزیر بنا دیے جائیں گے (مجمع الزوائد للہیثمی: 13/8، السلسلۃ الصحیحۃ :1604)

حسن بصریؒ فرماتے ہیں: **من علامة اعراض الله تعالى عن العبد ان يجعل شغل فيما لا يعنيه** (التمہید لابن عبدالبر: 200/9) بندے سے اللہ تعالیٰ کے اعراض کی نشانی یہ ہے کہ وہ بندے کو لایعنی چیزوں میں منہمک کر دے۔

اسی طرح ہم اپنے وقت کو بے جا راتوں میں سڑکوں پر، چبوتروں پر، ہوٹلوں میں ضائع کر رہے ہیں، اس عمل میں سرفہرست ہمارے نوجوان ہیں، جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اغتنم خمسا قبل خمس، پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو جن میں سے ایک، **شبابک قبل هرمک**، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (رواه الحاكم في المستدرك عن عبد الله بن مسعود، 7846، صحیح)

جبکہ ہمیں چاہئے تھا کہ ہم اپنے وقت کا صحیح استعمال کریں، اپنے وقت کو اللہ کے ذکر واذکار، نیک کاموں، لوگوں کی بھلائی میں صرف کریں۔

اگر ہم اپنے وقت کو یوں ہی کھیل وکود اور تماشہ میں ضائع کریں گے تو کل قیامت کے دن اللہ اس کی بابت ہم سے سوال کرے گا، **عن ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تزول قدما ابن آدم يوم القيامة من عند ربه حتى يسال عن خمس: عن عمره فيما افناه، وعن شبابه فيما ابلاه، وماله من اين اكتسبه، وفيما انفقه، وماذا عمل فيما علم** (سنن ترمذی، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب في القيامة 2416)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کا پاؤں قیامت کے دن اس کے رب کے پاس سے نہیں ہٹے گا یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے پوچھ لیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کہاں صرف کیا، اس کی جوانی کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا، اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا اور اس کے علم کے سلسلے میں کہ اس پر کہاں تک عمل کیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم وقت کی اہمیت کو سمجھیں، اپنے قیمتی اوقات کو طلب علم، دنیا وآخرت کے حصول، خدمت خلق، اولاد کی تربیت، حلال رزق کمانے میں لگائیں اور ان کاموں سے احتراز کریں جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے، اور بلا وجہ جس سے وقت ضائع ہوتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ ہمیں وقت کا صحیح استعمال کرنے کی توفیق دے آمین

مکتبہ ترجمان کی باوقار پیشکش

نکاح نامہ رجسٹر

☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیار شدہ

☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔

☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ

☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت

☆ ہر مسجد ومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق: 150 قیمت: Rs.200/-Net

مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کمیٹی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
۴۱۱۶، اہل حدیث منزل، اردو بازار
جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
فون: ۲۳۲۷۳۴۰۷

۱- پاسپورٹ سائز کے تازہ فوٹو چار عدد، ایک چپکائیں اور ۳ ساتھ میں روانہ کریں۔
۲- چپکائے گئے فوٹو پر ادارے کی مہر ضرور لگوائیں۔

فارم درخواست

بیسواں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم

سال: ۱۴۴۶ھ-۲۰۲۴ء

(فارم صاف ستھرے لفظوں میں پُر کریں)

نام:..................ولدیت:..................لقب:..................پیشہ:..................

مقام عمل:..........تاریخ پیدائش: (تاریخ، مہینہ اور سال کی وضاحت کے ساتھ) ہندسوں میں:..................لفظوں میں:..................

منسلکہ تعلیمی اسناد:..................مراسلت کا مکمل پتہ اردو میں (مع پن کوڈ)..................

فون:..................مراسلت کا مکمل پتہ انگریزی میں (مع پن کوڈ)..................فون:..................

مقابلہ کے لیے بھیجنے والی تنظیم/ادارہ کا نام و پتہ:..................

(تصدیق نامہ، تنظیم/ادارہ کے مطبوعہ لیٹر ہیڈ پر سربراہ ادارہ کے دستخط ومہر کے ساتھ منسلک کریں)..................

کیا اس سے قبل کسی ملکی یا غیر ملکی قرآنی مقابلہ میں شرکت کی ہے؟ اگر ہاں تو اس کی تفصیل:..................

گزشتہ مسابقہ کے جس زمرے میں شریک ہوئے تھے اس کی وضاحت:..................

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اس مقابلۂ قرأت کے کس زمرے میں شرکت چاہتے ہیں؟:..................

۱:- مکمل حفظ قرآن ۲:- بیس پارے ۳:- دس پارے
۴:- پانچ پارے ۵:- ناظرہ قرآن کامل ۶:- ترجمہ وتفسیر کا تحریری امتحان

اگر بیس یا دس یا پانچ پاروں کے حفظ میں حصہ لینا ہے تو ان پاروں کی وضاحت:..................

آپ کس اصولِ قرأت کے مطابق تلاوت کریں گے؟ حفص/ورش/قالون/الدوری (منتخب کردہ روایت کی نشان دہی کریں)..................

کیا آپ کا پاسپورٹ تیار ہے؟ اگر ہاں تو اس کی فوٹو کاپی لازماً منسلک کیجئے اور پاسپورٹ نمبر لکھئے:..................

———: اقرار نامہ :———

مندرجہ بالا معلومات میرے علم ویقین کے مطابق بالکل درست ہیں۔ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقابلۂ قرأت کے قواعد وضوابط کی پابندی کروں گا اور اس کے ہر فیصلہ کو قطعی اور آخری تسلیم کروں گا۔

امیدوار کا نام..................دستخط:..................تاریخ:..................

تصدیق نامہ (نامزد کرنے والے تعلیمی ادارے یا مسلم تنظیم کے کسی ذمہ دار کا)

میں مذکورہ بالا طالب علم امیدوار کی تصدیق کرتا ہوں:

نام:..................منصب:..................تصدیق کنندہ کے دستخط:..................تاریخ:..................

ادارہ/تنظیم..................مہر:..................

برائے دفتری امور

۱- یہ درخواست مؤرخہ..................کو موصول ہوئی۔ وصول کنندہ کا دستخط..................
۲- برائے زمرہ:.................. ۳- درخواست منظور/نامنظور..................
۴- نامنظوری کی وجہ:.................. دستخط سکریٹری مقابلہ کمیٹی..................

ساری انسانیت کی ھدایت ورھنمائی اور اصلاح اور اللہ تعالیٰ کے آخری پیغام قرآن مجید سے رشتہ مضبوط کرنے کے لیے

مرکزی جمعیت اھل حدیث ھند

کے زیر اھتمام اپنی نوعیت کا منفرد

بیسواں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم

بتاریخ 3-4/ اگست 2024 بمطابق 27-28/ محرم الحرام 1446ھ بروز ھفتہ، اتوار

بمقام: اھل حدیث کمپلیکس، D-254، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دھلی، 25

رجسٹریشن کی آخری تاریخ: 28/ جولائی 2024ء

اغراض ومقاصد

☆ قرآن کریم کے پیغام امن وشانتی کو عام کرنا ☆ مسلمانوں کوزندگی کے تمام امور میں قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دینا ☆ قرآن کریم کی تلاوت، تجوید وحفظ، اس کے معانی وتفسیر پر فکروتدبر میں دلچسپی پیدا کرنا ☆ مسلمان بچوں میں قرآن کریم کی تلاوت وحفظ کا شوق پیدا کرنا ☆ امت کو کتاب الٰہی سے وابستہ کر کے دنیا وآخرت میں فوز وفلاح سے ہمکنار کرنا ☆ حفاظ وقراء کی حوصلہ افزائی نیز مدارس میں فن تجوید پر مزید توجہ کی راہ ہموار کرنا

خصوصیات

● ہزاروں روپے کے نقد انعامات ● حوصلہ افزائی کے لیے بھی متعدد ومختلف النوع انعامات ● ممتاز حفاظ وقراء کے لیے بین الاقوامی مقابلہ قرآن میں نامزدگی کا امکان ● ملک بھر میں ۲۵ سال سے کم عمر کے حفاظ وقراء وطلباء کے لیے نادر ونایاب موقعہ

مقابلے کے زمرے

اول: حفظ قرآن کریم کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت	دوم: حفظ قرآن کریم بیس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت
سوم: حفظ قرآن کریم دس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت	چہارم: حفظِ قرآن کریم پانچ پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت
پنجم: ناظرہ تلاوت قرآن کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت	ششم: سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق کے ترجمے اور تفسیر کا تحریری امتحان

ترجمہ وتفسیر (سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق) کا تحریری امتحان بتاریخ ۳/ اگست ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ بمقام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہوگا اور اس کا پرچہ سوالات مصحف مطبوع مجمع الملک فہد ۱۴۱۷ھ ترجمہ مولانا جوناگڑھیؒ کی روشنی میں تیار کیا جائے گا۔ ☆ امیدوار کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مقررہ پاروں کا حافظ ہو اور احکام تجوید وقرأت سے بھی واقف ہو، احکام تجوید کے سوالات کا عملاً جواب دے سکے، قرأتِ سبعہ میں سے کسی ایک قرأت کے مطابق تلاوت کرے، جس کا واضح اندراج فارم داخلہ میں کرنا لازمی ہے۔ ☆ ایک قاری کو صرف ایک ہی زمرہ میں شرکت کی اجازت ہوگی۔

اھم وضاحت: ☆ زمرہ اول ودوم وسوم وچہارم امیدوار کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مقررہ پاروں کا حافظ ہو اور احکام تجوید وقرأت سے بھی واقف ہو، احکام تجوید کے سوالات کا عملاً جواب دے سکے، قرأتِ سبعہ میں سے کسی ایک قرأت کے مطابق تلاوت کرے، جس کا واضح اندراج فارم داخلہ میں کرنا لازمی ہے۔ ☆ ایک قاری کو صرف ایک ہی زمرہ میں شرکت کی اجازت ہوگی۔ ☆ اگر کسی زمرے کے لیے پانچ سے کم امیدوار اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی پہنچے تو مرکزی جمعیت اس زمرے کا مقابلہ منعقد کرنے سے معذور ہوگی۔

شرائط شرکت مسابقہ

❶ مقابلہ میں شرکت کی درخواست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقررہ فارم پر ہی دی جائے گی۔(ناگزیر حالات میں مقررہ فارم کی فوٹو کاپی استعمال کی جاسکتی ہے) ❷ شرکت کے متمنی قاری کی عمر ۲۵ سال سے زائد نہ ہو ❸ امیدوار کا شمار ملک کے مشہور پیشہ ورقراء میں نہ ہوتا ہو۔ ❹ اس سے پہلے وہ کسی بین الاقوامی مقابلۂ حفظ وقرأت میں حصہ نہ لے چکا ہو ❺ مرکزی جمعیت کے کسی مقابلے کے شریک قاری کو اس زمرے میں یا اس سے نیچے کے زمرے میں شرکت کی اجازت نہیں ہوگی جس میں وہ پہلے بھی حصہ لے چکا ہو۔ ❻ مقابلے میں شرکت کی مکمل درخواست، انعقاد مقابلہ سے پانچ روز قبل دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو موصول ہونا لازمی ہے بصورت دیگر درخواست رد کردی جائے گی ❼ حفظ قرآن اور تجوید واحکام کی قابل قبول سند یا تصدیق نامہ کی فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ منسلک ہو اور اصل اپنے ساتھ لائے۔ ❽ مقابلے میں شرکت کی نامزدگی کسی دینی تعلیمی ادارے یا معروف مسلم تنظیم کی جانب سے ہونی چاہیے ❾ اصولِ تجوید وقرأت سے ناواقف امیدوار کو مقابلے سے خارج کردیا جائے گا۔

☆ زمرۂ پنجم (ناظرہ قرآن مکمل) میں حفظ کررہے طلبہ کو شرکت کی اجازت نہ ہوگی۔

ان شاء اللہ نقدانعامات کے علاوہ دیگر انعامات بھی دیئے جائیں گے
نیز دیگر شرکاء کے لیے بھی کچھ تشجیعی انعامات ہوں گے۔

عام وضروری شرائط

(۱) مقابلے کی شرائط اور درخواست فارم دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے طلب کئے جاسکتے ہیں۔ نیز صوبائی جمعیات کے دفاتر سے بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(۲) اس مقابلے میں شرکت کے امیدوار اپنے جملہ اخراجات سفر کے ذمہ دار خود ہوں گے۔

(۳) امیدواروں کے دوروزہ قیام وطعام کا بندوبست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی جانب سے کیا جائے گا بشرطیکہ اس کی اطلاع پانچ روز قبل مرکزی جمعیت کو مل چکی ہو۔

(۴) قیام گاہ جانے سے قبل اپنی آمد کا اندراج لازماً مکمل کرائیں۔ موسم کے مطابق بستر ساتھ لائیں۔ جمعیت اس سلسلے میں تعاون سے معذور رہے گی۔

(۵) نابینا امیدوار کے ہمراہ آنے والے ایک صاحب کی ضیافت کی ذمہ داری بھی مرکزی جمعیت قبول کرے گی۔

(۶) غیر امیدوار افراد یا ساتھ آنے والے افراد ۹۰/روپے یومیہ کا کھانے کا کوپن حاصل کرکے ناشتہ، ظہرانہ اور عشائیہ کی سہولت حاصل کرسکتے ہیں۔

(۷) قواعد وضوابط اور فارم میں مذکورہ شرائط کی تکمیل کرنے والے امیدوار ہی شرکت کے مجاز ہوں گے۔

ملاحظہ: اس سلسلے میں مزید معلومات کے لیے ناظم مقابلہ کمیٹی سے ہرروز (علاوہ اتوار) شام ۴/بجے سے ۶/بجے تک بذریعہ فون یا شخصی طور پر رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

درخواست فارم پندرہ روزہ جریدہ ترجمان کے حالیہ شماروں (۱-۱۵/جون ۲۰۲۴ء تا ۱-۱۵/اگست ۲۰۲۴ء) سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ نیز مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی ویب سائٹ www.ahlehadees.org اور فیس بک پر بھی دستیاب ہے شرکت کے خواہشمند طلبا اسے فری ڈاؤن لوڈ کرسکتے ہیں۔

ضروری معلومات نیز فارم حاصل کرنے کے لیے فوراً رابطہ قائم کریں

مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کمیٹی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۶

فون: 011-23273407 ای میل: jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

Mob. 9213172981, 8744033926

ایک کام چار انعام

محمد عظمت اللہ محمدی

عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من قال لا اله الا الله وحده لا شريک له، له الملک وله الحمد وهو على كل شئى قدير فى يوم مائة مرة كانت له عدل عشر رقاب وكتبت لـه مائة حسنة ومحيت عنه مائة سيئة وكانت له حرزا من الشيطان يومه ذلک حتى يمسى ولم يات احد بافضل مما جاء به الا احد عمل اكثر من ذلک (صحيح بخارى، كتاب بدء الخلق باب صفة ابليس وجنوده 3293صحيح مسلم كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء: 6842)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن بھر میں 100 مرتبہ یہ دعا پڑھے گا ''نہیں ہے کوئی معبود برحق سوا اللہ تعالی کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ سو نیکیاں اس کے لئے لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس سے مٹادی جائیں گی۔ اس روز دن بھر یہ دعا شیطان سے اس کی حفاظت کرتی رہے گی۔ یہاں تک کہ شام ہو جائے اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہ آئے گا مگر جو اس سے بھی زیادہ یہ کلمہ پڑھ لے۔

مذکورہ بالا حدیث میں ایک ایسی دعا کو بیان کیا گیا ہے جس کا سو مرتبہ ورد کرنے والے کو چار انعامات کی بشارت دی گئی ہے۔

لا الـه الا الـلـه وحـده لا شريک له له الملک وله الحمد وهو عـلى كل شئى قدير یہ ذکر نعرہ توحید ہے جس میں توحید کا اثبات اور شرک کی نفی کی گئی ہے نیز اللہ تعالی کی قدرت کاملہ اور اسی کے لئے تمام تعریفات و بادشاہت کا ثبوت ہے۔ اسی ذکر کی اہمیت وخصوصیت کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خيـر الـدعـاء دعـاء يوم عرفة وخير ماقلت انا والنبيون من قبلى لا الـه الا الـلـه وحده لا شريک له، له الملک وله الحمد وهو عـلى كل شئى قدير (سنن الترمذی، ابواب الدعوات: 3585) عرفہ کے دن کی دعا تمام دعاؤں سے بہتر ہے اور سب سے افضل کلمہ جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے کہا لا الـه الا الـلـه وحده لا شريک لـه لـه الملک ولـه الـحـمـد وهو على كل شئى قدير ہے۔ اس ذکر کا سو مرتبہ ورد کرنے والے کے لئے درج ذیل چار انعامات حاصل ہوں گے گویا یہ ذکر مختصر ہے مگر اس کے فوائد عظیم ہیں۔

پہلا انعام: دس غلام آزاد کرنے کے برابر اجر وثواب

شریعت اسلامیہ میں غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کو آزاد کر کے غلامی سے نجات دلانے کی ترغیب وتاکید کی گئی ہے بلکہ قسم، نذر، ظہار، قتل خطا اور حالت روزہ میں بیوی سے جماع کرنے پر بطور کفارہ غلام آزاد کرنا بھی ایک آپشن مقرر کیا گیا ہے۔ نیز اس عمل کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ايـمـا رجل اعتق امرأ مسلما استنقذ الله بكل عضو منه عضوا منه من النار جس شخص نے بھی کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو اللہ تعالی اس غلام کے جسم کے ہر عضو کی آزادی کے بدلے اس شخص کے جسم کے بھی ایک ایک عضو کو دوزخ سے آزاد کرے گا۔ (صحیح بخاری: 2517)

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غلام اولاد اسماعیل علیہ السلام جیسے مقدس ومشرف خاندان کے ہیں جس سے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے۔

دوسرا انعام: نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی

نیکی خواہ چھوٹی ہو یا بڑی کل قیامت کے دن وہ ضرور کام آئے گی بشرطیکہ ان نیکیوں کو ضائع کرنے والے اعمال سے اجتناب کیا جائے۔ اسی لیے کسی بھی نیکی کو حقیر اور معمولی نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ آگے بڑھ کر اس کو حاصل کرنے کی حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ روز قیامت بندہ ایک ایک نیکی کو بھی ترسے گا لیکن وہاں اسے ایک نیکی بھی نہیں ملے گی اور نہ ہی کوئی نیکی دے سکے گا۔ الغرض اس ورد کی وجہ سے اس کے نامہ اعمال میں 100 نیکیاں لکھی جائیں گی۔ گویا یہ ذکر نیکی کمانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

تیسرا انعام: سو گناہ مٹا دیے جائیں گے

قرآن وحدیث میں گناہوں کو مٹانے والے بہت سارے اعمال ذکر کیے گئے ہیں جیسے ایمان وعمل صالح، ایمان وتقوی، توبہ واستغفار، نماز و روزہ، صدقہ وخیرات، عمرہ وحج، وضو اور مساجد کی طرف چل کر جانا، اذکار وادعیہ صبر کرنا اور درود

شریف پڑھنا وغیرہ۔اسی طرح مذکورہ ذکر کرنے والے کے سو گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔یاد رہے کہ گناہ دو قسم کے ہیں صغیرہ و کبیرہ۔کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے البتہ صغیرہ گناہ مذکورہ اعمال سے معاف کردیے جاتے ہیں جیسا کہ ارشاد الہی ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰت (سورۃ ھود:114) یقیناً نیکیاں گناہوں کومٹا دیتی ہیں۔یہ کسی بھی بندہ کی سعادت مندی وخوش نصیبی ہے کہ اس کے نامہ اعمال سے گناہ مٹادیے جائیں اوراس میں نیکیاں درج کردی جائیں گویا یہ ذکر اپنے نامہ اعمال سے گناہوں کومٹانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

چوتھا انعام: دن بھر شیطان کے شر سے حفاظت

شیطان جوانسان کا ازلی دشمن ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں ان الشیطن للانسان عدو مبین کہہ کر بار بار جابجا بندوں کو آگاہ کیا گیا ہے اس کا کام ہی انسان کی آنکھ کھلنے سے لے کر بند ہونے تک یعنی ولادت سے وفات تک اس کومختلف طریقوں سے شر میں مبتلا کرنا اور گمراہ کرنا ہے۔ایسے دشمن کے شر وفساد سے بچنے کے لیے مذکورہ ذکر ایک نسخہ کیمیا ہے۔صبح اس کا ذکر کرنے سے شام تک اور شام ذکر کرنے سے صبح تک گویا دن رات شیطان کے مکروفریب اور شر وفساد سے انسان محفوظ رہ سکتا ہے۔مذکورہ حدیث میں بیان کردہ ذکر کے چار عظیم فوائد کے ساتھ اس عمل کوسب سے بہترین اور افضل عمل قرار دیا گیا ہے کہ کوئی مسلمان دن میں 100 مرتبہ سے زائد سینکڑوں کی تعداد میں اپنی استطاعت کے مطابق بکثرت اس ذکر کا ورد کرے۔اللہ ہم سب کا ذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات کے زمرے میں شمار فرمائے اور ہمیں اجرعظیم سے نوازے آمین یارب العالمین۔

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش

کتاب الآداب

مؤلف: فؤاد بن عبدالعزیز الشلهوب

مترجم: محمد نعیم محمد شفیع سلفی

تقدیم

مولانا اصغر علی امام مهدی سلفی

صفحات:665 قیمت:-/300

(بقیہ صفحہ ۱۴ کا)

مختصر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بے مثال نمونۂ زندگی اور اعلی تعلیمات کا اثر یہ ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے انسانیت کی کایا پلٹ ہوگئی اور محض تیئس سالہ کوششوں کے نتیجے میں جزیرہ عرب جاہلوں گنواروں، توہم پرستوں، غارت گروں، دختر کشوں اور دوسروں کے حقوق مارنے والوں کا مجمع نہیں رہ گیا بلکہ وہ ایک مہذب، تعلیم یافتہ، پاکیزہ اخلاق، روشن خیال اور امن پسند لوگوں اور حقوق انسانی کے پاسبانوں کا معاشرہ بن گیا۔ذیل میں سیرت پاک کے زیر اثر تشکیل پانے والے مدنی معاشرے کی ایک جھلک پیش کی جاتی ہے۔سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے حضرت عمر فاروق اعظم کو مدینے کا قاضی مقرر کیا۔لیکن ایک سال اس حال میں بیت گیا نہ ان کے پاس کوئی مقدمہ آیا نہ ہی انہیں مجلس عدالت منعقد کرنی پڑی۔چنانچہ انہوں نے ایک دن امیر المؤمنین کی خدمت میں اپنا استعفی پیش کردیا، حضرت ابوبکرؓ نے دریافت کیا اے عمر! کیا تم منصب قضا کی مشقتوں کی وجہ سے مستعفی ہونا چاہتے ہو؟ جواب دیا، ہرگز نہیں یا خلیفۃ المسلمین! بات دراصل یہ ہے کہ ایسے معاشرے میں قاضی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔جس کا ہر فرد اپنے حقوق سے واقف ہے وہ اس سے زیادہ پانے کی کوشش نہیں کرتے۔ہر شخص اپنے فرائض سے آشنا ہے وہ ان کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا۔ان کا ہر آدمی اپنے بھائیوں کے لیے وہی چاہتا ہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اگر ان کا کوئی فرد غائب ہوجاتا ہے تو وہ اس کو تلاش کرتے ہیں، جب کوئی بیمار پڑتا ہے تو وہ اس کی عیادت کرتے ہیں۔اگر کوئی تنگ دست ہوجاتا ہے تو وہ اس کی مدد کرتے ہیں، جب کوئی ضرورت مند ہوتا ہے تو وہ اس کی ضرورت پوری کرتے ہیں۔اگر کوئی کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو وہ اس کی چارہ جوئی کرتے ہیں۔ان کا دین نصح وخیر خواہی سے عبارت ہے اور اخلاق امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی عملی تفسیر ہے تو پھر وہ آپس میں کیوں لڑیں گے اور کیوں جھگڑا کریں گے؟ (عدۃ المسلمین)

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو عام کیا جائے۔اگر معاصر دنیا واقعی مادی ترقی کے ساتھ ساتھ اخلاقی وروحانی ترقی چاہتی ہے اور وہ پرامن زندگی کی خواہاں ہے تو اسے اسوۂ رسول ﷺ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانا ہوگا۔بلاشبہ موجودہ مشکلات کا حل سیرت نبوی میں موجود ہے اور اس کی معنویت ہر زمانے میں برقرار رہے گی۔

☆☆☆

پانی ایک عظیم نعمت ہے

ابوحمدان اشرف فیضی

یہ حقیقت ہے کہ انسان، حیوانات اور نباتات سب کی زندگی کا انحصار اور بقاء پانی پر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ (الانبیاء:۳۰) ''اور ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے پیدا کیا، کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔'' وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ (النور:۴۵) ''تمام کے تمام چلنے پھرنے والے جان داروں کو اللہ تعالیٰ ہی نے پانی سے پیدا کیا ہے۔'' اسی طرح پانی انسانوں اور حیوانات کے لئے رزق کا سبب ہے، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ زمین سے اناج، غلے، گھاس، پودے اور ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے، جس میں انسانوں اور جانوروں کے لئے بہت سارے فائدے ہیں، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے پانی سے حاصل ہونے والے فوائد کو مختلف مقامات پر ذکر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ (ق:۹-۱۱) ''اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی برسایا اور اس سے باغات اور کٹنے والے کھیت کے غلے پیدا کئے اور کھجوروں کے بلند و بالا درخت جن کے خوشے تہ بہ تہ ہیں۔ بندوں کی روزی کے لئے اور ہم نے پانی سے مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح (قبروں سے) نکلنا ہے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ (عبس:۲۴-۳۲) ''انسان کو چاہیے کہ اپنے کھانے کو دیکھے کہ ہم نے خوب پانی برسایا پھر پھاڑا زمین کو اچھی طرح پھر اس میں سے اناج اگائے اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گنجان باغات اور میوہ اور (گھاس) چارہ (بھی اگایا) تمہارے استعمال و فائدے کے لئے اور تمہارے چوپایوں کے لئے''۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (النحل:۱۰-۱۱) ''وہی تمہارے فائدے کے لئے آسمان سے پانی برساتا ہے جسے تم پیتے بھی ہو اور اسی سے اگے ہوئے درختوں کو تم اپنے جانوروں کو چراتے ہو۔ اسی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے بے شک ان لوگوں کے لئے تو اس میں بڑی نشانی ہے جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

اسی طرح فرمان باری تعالیٰ ہے: اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ (السجدہ:۲۷) ''کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی کو بنجر (غیر آباد) زمین کی طرف بہا کر لے جاتے ہیں پھر اس سے ہم کھیتیاں نکالتے ہیں جسے ان کے چوپائے اور یہ خود کھاتے ہیں، کیا پھر بھی یہ نہیں دیکھتے؟''

اسی طرح یہ وہ عظیم نعمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بندوں پر بطور احسان ذکر کیا ہے، فرمایا: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرہ:۲۱-۲۲) ''اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، یہی تمہارا بچاؤ ہے۔ جس نے تمہارے لئے زمین کے فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی، خبردار باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو۔''

پانی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ پانی جس طرح دنیوی ضرورت ہے اسی طرح اخروی ضرورت بھی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں جنتیوں کے لئے جن نعمتوں کا تذکرہ کیا ہے ان میں پانی کی نعمت بھی شامل ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ (محمد:۱۵) ''اس جنت کی صفت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے، یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بدبو کرنے والا نہیں۔'' اور جہنمیوں کو اس نعمت سے محروم کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (الاعراف:۵۰) ''اور دوزخ والے جنت والوں

کو پکاریں گے، کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو یا اور ہی کچھ دے دو، جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے۔ جنت والے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کی کافروں کے لئے بندش کر دی ہے۔''

پانی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور اس کی قدرت کی بڑی نشانی ہے، اس کی قدر کرنا ہماری ذمہ داری ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دیگر نعمتوں کی طرح اس نعمت کے بارے میں خصوصی طور پر ہم سے سوال کرے گا، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: **ان أول ما يسأل عنه يوم القيامة يعني العبد من النعيم؟ أن يقال له: ألم نصح لک جسمک، ونرويک من الماء البارد؟** (سنن الترمذی: أبواب تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ باب: ومن سورة ألهاكم التكاثر: ۳۳۵۸ صحيح) قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جن نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا، (وہ یہ ہیں) اس سے کہا جائے گا: کیا میں نے تمہارے لئے تمہارے جسم کو تندرست اور صحت مند نہیں بنایا اور تمہیں ٹھنڈا پانی نہ پلاتا رہا؟

پانی کی حفاظت: پانی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، اس کی قدر کرنا اور حفاظت کرنا ہماری ذمہ داری ہے، کسی بھی طرح اسے ضائع ہونے سے بچائیں، افسوس کہ بہت سارے لوگ اس نعمت کی قدر نہیں کرتے ہیں اور اس کے استعمال میں اسراف سے کام لیتے ہیں اور مختلف طریقے سے اسے ضائع کرتے ہیں، شریعت اسلامیہ نے پانی کی حفاظت پر زور دیا ہے اور ان اسباب سے منع کیا ہے جن سے پانی ضائع ہو جائے جیسے:

ا۔ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے، ارشاد نبوی ہے: **عن جابر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه نهى أن يبال في الماء الراكد** (صحيح مسلم: كتاب الطهارة، باب: النهي عن البول في الماء الراكد: ۲۸۱)

جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے پانی نجس ہو جائے گا اور طہارت کے قابل نہیں رہے گا، لوگ اس میں غسل کرنے اور اسے استعمال کرنے سے کراہیت محسوس کریں گے۔

دوسری حدیث میں ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لا يبولن أحدكم في الماء الدائم الذي لا يجري ثم يغتسل فيه** (صحيح البخاري: كتاب الوضوء، باب البول في الماء الدائم: ۲۳۹) تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو پیشاب نہ کرے، پھر اسی میں غسل کرے۔

۲۔نیند سے بیدار ہونے کے بعد بغیر تین مرتبہ ہاتھ دھلے پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے منع کیا گیا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے ہاتھ میں گندگی لگی ہو اور پانی گندہ ہو جائے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو اس وقت تک اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے جب تک اسے تین دفعہ نہ دھولے کیوں کہ اسے معلوم نہیں ہے کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزارا ہے؟ (صحیح مسلم: ۲۷۸)

۳۔پانی کے استعمال میں اسراف سے منع کیا گیا۔ اسی وجہ سے وضوء اور غسل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت کم مقدار میں پانی استعمال کرتے تھے اور پانی کی حفاظت کرتے تھے۔

حدیث نبوی ہے: **عن أنس قال: كان النبي ﷺ يتوضأ بالمد ويغتسل بالصاع الى خمسة امداد** (صحيح مسلم: كتاب الحيض، باب: القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة: ۳۲۵)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد سے وضو فرماتے اور ایک صاع سے پانچ مد تک (کے پانی) سے غسل کرتے تھے۔

اس کے علاوہ درج ذیل طریقوں سے پانی کی حفاظت کریں:

☆ گھروں میں خواتین کچن میں پانی کا غیر ضروری استعمال نہ کریں۔

☆ چھوٹے بچوں کی تربیت کریں، خصوصی توجہ دلائیں، پانی کی اہمیت بتائیں، تاکہ گھر میں اور باہر ہر جگہ پانی کی حفاظت کریں اور پانی ضائع کرنے سے بچیں۔

☆ کبھی کبھار نل سے پانی مسلسل ٹپکتا رہتا ہے، بعض لوگ اس پر توجہ نہیں دیتے اور نل کی اصلاح نہیں کرتے ہیں اور لیکج (رساؤ) سے بہت سارا پانی ضائع ہو جاتا ہے، لہٰذا فوری طور پر نل کی اصلاح کرائی جائے۔

☆ بعض لوگ گاڑیوں کی دھلائی اور صفائی میں، اسی طرح زراعت اور باغبانی میں پانی کا ضرورت سے زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اس میں بھی کنٹرول کیا جائے۔

☆ واٹر فلٹر پلانٹ میں بھی پانی بہت زیادہ ضائع ہوتا ہے، اس پانی کو بھی کسی مصرف میں استعمال کر لینا چاہیے۔

☆ بارش کے پانی کو بھی ہم جمع کرکے استعمال میں لا سکتے ہیں۔

☆ عوامی سطح پر بھی بیداری پیدا کریں، باقاعدہ Save Water کی مہم چلائیں، گلی محلے میں جگہ جگہ پوسٹر لگائیں اور پانی کی حفاظت پر توجہ دلائیں۔

پانی پلانے کی فضیلت:۔ پانی پلانا افضل ترین صدقہ ھے : حدیث نبوی ہے: سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ماں مرگئی ہیں، کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کرسکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، میں نے پوچھا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: پانی پلانا۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے: چنانچہ سعد نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا: یہ ام سعد کے لئے ہے۔ پانی پلانا کتنی عظیم نیکی ہے اور بیماریوں کے علاج میں اس کی تاثیر کے دو عجیب وغریب مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

ا۔ایک آدمی کے گھٹنے میں سات سال سے زخم تھا اس کا اس نے ہر طرح سے علاج کیا اور مختلف اطباء سے اس کے متعلق سوال کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تو اس نے عبداللہ بن مبارکؒ سے اس کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا: جاؤ ایسی جگہ جہاں لوگوں کو پانی کی ضرورت ہو وہاں کنواں کھدوا دو اس لئے کہ مجھے امید ہے کہ وہاں پانی کا چشمہ پھوٹے گا اور ادھر تمہارا خون رک جائے گا تو اس آدمی نے اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی۔ (سیر اعلام النبلاء ۸/ ۴۰۷)

۲۔اسی قسم کا ایک واقعہ امام حاکم ابوعبداللہؒ کا ہے جن کے چہرے میں ایک پھوڑا ہوا تھا، تقریباً ایک سال سے مختلف طریقے سے علاج کرائے مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا، بالآخر انہوں نے اپنے گھر کے سامنے لوگوں کے لئے پانی کا انتظام کر دیا، جس کی برکت سے ایک ہفتے میں انہیں شفا مل گئی، زخم بھی ختم ہوگیا اور چہرہ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہوگیا اور اس کے بعد بھی چند سال تک وہ باحیات رہے۔ (صحیح الترغیب والترہیب: ۹۶۴)

پانی پلانا گناھوں کی مغفرت کا سبب ھے : یہ ایسی عظیم نیکی ہے جس کی وجہ سے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے، مشہور حدیث ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بار ایک شخص راستے میں چلا جارہا تھا اس کو شدید پیاس لگی، اسے ایک کنواں ملا وہ اس کنویں میں اترا اور پانی پیا، پھر وہ کنویں سے نکلا تو اس کے سامنے ایک کتا زور زور سے ہانپ رہا تھا، پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا تھا، اس شخص نے (دل میں) کہا: یہ کتا بھی پیاس سے اسی حالت کو پہنچا ہے جو میری ہوئی تھی۔ وہ کنویں میں اترا اور اپنے موزے کو پانی سے بھرا پھر اس کو منہ سے پکڑ کر اوپر چڑھ آیا، پھر اس نے کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر دانی کی اور اس کو بخش دیا۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے ان جانوروں میں اجر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر تر جگر میں اجر ہے۔ (صحیح بخاری) دوسری روایت میں بنو اسرائیل کی ایک زانیہ عورت کا ذکر ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک کتا ایک کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا اور پیاس کی شدت سے مرنے کے قریب تھا کہ بنی اسرائیل کی فاحشہ عورتوں میں سے ایک فاحشہ نے اس کو دیکھا تو اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس کے ذریعے سے اس (کتے) کے لئے پانی نکالا اور وہ پانی اسے پلایا تو اس بنا پر اس کو بخش دیا گیا۔ (صحیح مسلم: ۲۲۴۵)

معلوم ہوا کہ صرف انسان ہی نہیں بلکہ جانوروں کو بھی پانی پلانا عظیم ترین نیکی ہے، لہٰذا گرمی کے موسم میں خاص طور پر جب کہ ہر جاندار کو پانی کی سخت طلب ہوتی ہے ان بے زبان جانوروں اور چرندو پرند کا خیال رکھیں اور گھروں کی چھت پر اور سیڑھی اور دروازوں پر پانی رکھ دیا کریں۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: بعض تابعین کا قول ہے کہ جس کے گناہ زیادہ ہوں اس پر لازم ہے کہ وہ پانی پلائے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے کتے کو پانی پلانے والے شخص کے گناہوں کو معاف کر دیا تو اگر کوئی کسی مومن موحد آدمی کو پانی پلائے اور اسے زندگی بخشے تو اسے کیوں نہیں؟ (اسے بدرجہ اولیٰ معاف کرے گا) (تفسیر القرطبی: ۲۱۵/۷، تفسیر سورۃ الاعراف)

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: **واذا كان الله سبحانه قد غفر لمن سقى كلبا على شدة ظمأه فكيف بمن سقى العطاش، وأشبع الجياع، وكسى العراة من المسلمين؟** (عدة الصابرين: ۲۰۳) جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سخت پیاسے کتے کو پانی پلانے والے کی مغفرت فرمادی تو پیاسے مسلمان کو سیراب کرنے، بھوکے مسلمان کو آسودہ کرنے اور برہنہ مسلمان کو کپڑا پہنانے والے کی کیوں نہیں مغفرت کرے گا؟ (بدرجہ اولیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا) (عدۃ الصابرین ص ۲۵۳)

پانی سے محروم کرنا بدترین گناہ ھے : پانی پلانا جہاں ایک عظیم نیکی ہے وہیں کسی سے پانی روکنا بدترین گناہ ہے، چاہے وہ انسان ہو یا حیوان، کیوں کہ پانی ہر جاندار کی ضرورت ہے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا نہ ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ انہیں سخت دردناک عذاب ہوگا۔ ایک وہ شخص جس کے پاس کسی راستے میں ضرورت سے زیادہ پانی ہو اور مسافر کو (جسے پانی کی

ضروت ہو) نہ دیتا ہو۔ دوسرا وہ شخص جو کسی (خلیفۃ المسلمین) سے بیعت کرے اورصرف دنیا کے لئے بیعت کرے کہ جس سے اس نے بیعت کی اگر وہ اس کا مقصد پورا کردے تو یہ بھی وفاداری سے کام لے، ورنہ اس کے ساتھ بیعت وعہد کو پورا نہ کرے۔ تیسرا وہ شخص جو کسی سے عصر کے بعد کسی سامان کا بھاؤ کرے اور اللہ کی قسم کھالے کہ اسے اس کا اتنا اتنا روپیہ مل رہا تھا اور خریدار اس سامان کو (اس کی قسم کی وجہ سے) لے لے۔ حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ (صحیح بخاری: ۲۶۷۲)

دوسری حدیث میں ہے: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جسے اس نے قید کررکھا تھا جس سے وہ بلی مرگئی اور اس کی سزا میں وہ عورت دوزخ میں گئی۔ جب وہ عورت بلی کو باندھے ہوئے تھی تو اس نے اسے نہ تو کھلایا اور نہ پلایا اور نہ ہی بلی کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھالیتی۔ (صحیح بخاری: ۳۴۸۲)

اسی طرح حدیث میں ہے؛ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ عزوجل فرمائے گا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا، تونے مجھے پانی نہیں پلایا۔ وہ شخص کہے گا: اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تو خود ہی سارے جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا تونے اسے پانی نہ پلایا، اگر تو اس کو پانی پلادیتا تو (آج) اس کو میرے پاس پالیتا۔ (صحیح مسلم: ۲۵۶۹)

☆☆☆

جماعتی خبر

صوبائی جمعیت اہل حدیث متحدہ آندھراپردیش کے سابق امیر اور جنوبی ہند کی مشہور دینی دانشگاہ جامعہ محمدیہ رائے درگ کے سابق شیخ الحدیث وسابق ناظم، معروف صاحب قلم، استاذ الاساتذہ مولانا عبد الباسط ریاضی صاحب کا انتقال پُرملال:

نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ یہ خبر سنی گئی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق رکنِ مجالس عاملہ وشوری، صوبائی جمعیت اہل حدیث متحدہ آندھراپردیش کے سابق امیر، جنوب ہند کی مشہور دینی دانشگاہ جامعہ محمدیہ رائے درگ آندھراپردیش کے سابق شیخ الحدیث وسابق ناظم، جمعیت ابنائے قدیم جامعہ محمدیہ رائے درگ کے صدر، مرکزی جامع مسجد اہل حدیث رائے درگ کے متولی معروف صاحب قلم، استاذ الاساتذہ مولانا عبدالباسط ریاضی صاحب کا ۱۲/ جولائی ۲۰۲۴ء کو بعد نمازِ جمعہ بعمر تقریبا 83 / سال انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مولانا عبد الباسط ریاضی صاحب کو اللہ تعالی نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ انتہائی خلیق وملنسار، متواضع، نرم خود، کریم النفس صاحب سیرت وکردار، علم دوست، علماء کے قدرداں اور دینی وجماعتی غیرت سے سرشار تھے۔ آپ کی پیدائش رائے درگ، ضلع انت پور، آندھراپردیش میں ہوئی۔ تعلیمی سفر کا آغاز جامعہ محمدیہ رائے درگ سے کیا اور وہاں سے فضیلت کی ڈگری حاصل کی۔ پھر دہلی کی قدیم دینی درسگاہ جامعہ ریاض العلوم میں داخلہ لیا اور یہاں سے بھی فضیلت کی سند حاصل کی۔ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد سے بی اے اور ایم بھی کیا۔ زندگی بھر تعلیم وتربیت، دعوت واصلاح اور جماعت وجمعیت کے کاز سے جڑے رہے۔ آپ نے اس دوران قلمی مشغلہ بھی جاری رکھا، آپ کے مضامین جریدہ ترجمان ودیگر رسائل وجرائد کی زینت بنے اور آپ نے رشحات قلم، تقسیم میراث کا آسان طریقہ اور امثال القرآن والحدیث وغیرہ کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ کے شاگردوں کی لمبی فہرست ہے۔ جو آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ ان شاءاللہ۔ مولانا مرکزی جمعیت کے کاز سے بھی بڑی دلچسپی رکھتے تھے اور جمعیت کی ہمہ جہت علمی وتحقیقی، دعوتی وتربیتی اور نشریاتی خصوصا تعمیراتی سرگرمیوں کے بارے میں معلومات کرکے خوش ہوتے تھے۔ جب تک صحت نے ساتھ دیا جمعیت کی مجالس اور کانفرنسوں میں پابندی کے ساتھ شریک ہوتے رہے۔ ادھر تین چار سالوں سے بذریعہ فون اور ملاقاتوں میں جمعیت کے حال احوال معلوم کرتے اور خدمات سے خوش ہوکر ذمہ داران وکارکنان کو دعائیں دیتے تھے اور جریدہ ترجمان کے لیے مضامین بھی بھیجتے تھے۔

افسوس کہ آج جب آپ جمعہ کی نماز پڑھ کر نکل رہے تھے کہ گر پڑے اور گھر پہنچتے ہی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ بلاشبہ ان کا انتقال ملک وملت اور جماعت کا بڑا خسارہ ہے۔ پسماندگان میں بیوہ، دوصاحب زادے اور چار صاحبزادیاں ہیں۔ نماز جنازہ مورخہ 13 / جولائی کو بعد نمازِ ظہر مرکزی جامع مسجد رائے درگ میں ادا کی گئی۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگذر کرے، دینی ودعوتی اور تعلیمی خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، ان کو جنت الفردوس کا مکین بنائے، جملہ پسماندگان ومتعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھراپردیش اور جامعہ محمدیہ رائے درگ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ (شریک غم ودعا گو: اصغرعلی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ودیگر ذمہ داران)

☆☆

ترجمانی: اسعد اعظمی۔ بنارس

نفرت انگیز ماتمی جلوس

ایک شیعی عالم کا اظہار افسوس

اسلام میں فرقہ بندی، آپسی اختلافات ونزاعات اور باہمی عداوت و دشمنی عام انسانی، مذہبی، فکری، طبقاتی اور جغرافیائی نفرتوں اور جھگڑوں سے بسا اوقات زیادہ مضر رہی ہے۔ اس لیے ہر دور میں قومی یکجہتی اور خیر سگالی کے جذبے سے سرشار اور انسانیت کے غم خوار حضرات صلح وصفائی افہام وتفہیم اور رواداری کی راہ اپناتے رہے ہیں اور اس میں پیدا شدہ حدت وشدت کو کم یا ختم کرنے کی کوششیں بھی کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح اسلامی فرقوں میں باہمی مفاہمت، محبت، اخوت اور یگانگت کو فروغ دینے، قرآن وحدیث اور اللہ ورسول کے نام پر ایک دوسرے کو قریب کر دینے کے لیے اور ہر طرح کے تشدد و تصلب اور نفرت وعداوت کو کم یا ختم کرنے کے لیے نیز تقریب وتوحید، افہام وتفہیم، تیسیر وتسہیل، تحبیب حتی کہ تلفیق وغیرہ کے لیے بھی کوششیں صرف کی جاتی رہی ہیں اور اس کے مثبت یا منفی اثرات اور مضمرات سے قطع نظر اندرونی یا بیرونی طور پر مختلف مذہبوں، فرقوں اور جماعتوں کے سربرآوردہ حضرات اصلاح کے نام سے کوششیں کرتے رہے ہیں۔ اس کی ایک کڑی ایک اہم شیعہ عالم کی سب کے لیے چشم کشا تحریر ہے، جس کا ایک منجھے ہوئے قلم کار مولانا اسعد اعظمی صاحب استاد جامعہ سلفیہ بنارس نے اردو میں ترجمہ کیا ہے اور جسے ہدیہ ناظرین وقارئین کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

ڈاکٹر موسیٰ موسوی نجف کے رہنے والے اور ایک بڑے شیعی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے، خالص شیعی خاندان اور شیعی ماحول میں رہنے کے باوجود موجودہ شیعیت سے وہ بیزار رہتے تھے، وہ شیعہ اور حقیقی تشیع یا شیعیت کے مابین فرق اور بڑا فاصلہ مانتے تھے۔ اس لیے انہوں نے موجودہ تشیع کی اصلاح کی تحریک چلا رکھی تھی، انہوں نے ''الشیعة والتصحیح: الصراع بین الشیعة والتشیع'' کے نام سے عربی زبان میں ایک مختصر کتاب لکھی اور رائج الوقت شیعی عقائد پر نقد کرتے ہوئے ان میں اصلاح کی تجویز پیش کی۔ انہوں نے کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ان کے دادا مشہور شیعی زعیم امام اکبر سید ابو الحسن موسوی نے ابتداءً یہ تحریک شروع کی تھی، اور تمام تر مخالفت کے باوجود اسے جاری رکھا تھا، ڈاکٹر موسیٰ موسوی نے بھی اس کام کو اور منظم کیا اور اس مقصد کو آگے بڑھایا۔

اس کتاب میں ڈاکٹر موسیٰ نے ''ضرب القامات فی یوم عاشوراء'' کے عنوان سے پانچ صفحات میں گفتگو کی ہے، جس میں انہوں نے تعزیہ داری اور ماتم ومرثیہ خوانی وغیرہ کی مختصر تاریخ بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

''ہمیں تعیین کے ساتھ یہ معلوم نہیں کہ ایران وعراق کے شیعی علاقوں میں عاشوراء کے دن سینہ کوبی اور زنجیروں سے ضرب لگانے کی شروعات کب ہوئی۔ البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ دسویں محرم کو شہادت حسین کے غم میں سروں پر تلواریں مارنے اور اپنے کو لہولہان کرنے کی رسم ہندوستان سے ہی ایران وعراق میں آئی ہے، اور یہ اس وقت کی بات ہے جب انگریز ان ممالک پر حکومت کر رہے تھے، انگریزوں ہی نے شیعوں کی جہالت، سادہ لوحی، اور امام حسین سے ان کی غلو آمیز محبت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو سر پھٹول کی تربیت دی۔

ماضی قریب تک تہران اور بغداد میں موجود برطانوی سفارت خانے ان حسینی جلوسوں کی مالی امداد کرتے تھے جو سڑکوں اور گلی کوچوں میں اس بھیانک منظر کے ساتھ نمودار ہوتے تھے، انگریز اپنی سامراجی سیاست کے تحت اس وحشیانہ کارروائی کو اس لیے بڑھاوا دے رہے تھے کہ برطانوی عوام اور سامراج مخالف اخبارات وجرائد کو ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک پر اپنے قبضہ کا جواز پیش کریں، اور ان ممالک کے باشندوں کو ایسی وحشی قوم کی شکل میں پیش کریں جسے ایک ایسے سرپرست کی ضرورت ہے جو اسے جہالت اور درندگی کے دلدل سے نکالے، چنانچہ عاشوراء کے دن جب سڑکوں پر ماتمی جلوس چلتے اور اس میں شامل ہزاروں لوگ زنجیروں سے اپنی پیٹھوں پر ضرب لگاتے اور خون میں لت پت ہوتے، اپنے سروں کو ڈنڈوں اور تلواروں سے لہولہان کرتے تو ان تمام مناظر کی تصویریں انگریزی او ریورپی اخبارات میں شائع کی جاتیں، اور سامراجی آقا بڑی خوبصورتی کے ساتھ یہ دلیل پیش

کرتے کہ دیکھو ہم محض انسانی فریضہ کی ادائیگی کے لیے ان ممالک میں ڈیرہ ڈالے ہیں جن کے باشندوں کی یہ تہذیب ہے، ان قوموں کو تمدن اور ترقی کی راہ پر لگانے کی خاطر ہمارا قیام وہاں ضروری ہے۔''

ڈاکٹر موسیٰ موسوی مزید لکھتے ہیں:

''بیان کیا جاتا ہے کہ عراق پر برطانوی قبضے کے زمانہ میں اس وقت کے عراقی صدر یاسین ہاشمی عراق سے برطانوی حکومت کے خاتمہ کے متعلق گفت وشنید کے لیے جب لندن گئے تو انگریزوں نے ان سے کہا کہ ہم تو عراق میں محض عراقی عوام کی مدد کے لیے ہیں تاکہ وہ ترقی سے بہرہ ور ہو اور وحشت و بربریت سے باہر نکلے۔ اس بات سے یاسین ہاشمی بھڑک اٹھے اور ناراض ہوکر مذاکرات والے کمرے سے باہر نکل آئے، مگر انگریزوں نے ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے ان سے معذرت کی اور بصد احترام ان سے درخواست کی کہ عراق سے متعلق ایک دستاویزی فلم مشاہدہ کریں، ان کو جو فلم دکھائی گئی وہ نجف، کربلا اور کاظمیہ کی سڑکوں پر چلنے والے حسینی (ماتمی) جلوسوں کی تھی جن کے لاٹھیوں اور زنجیروں کی مار دھاڑ کے خوفناک اور نفرت انگیز مناظر فلمائے گئے تھے۔ گویا انگریز عراقی صدر سے یہ کہنا چاہتے تھے کہ آپ ہی بتائیں معمولی تہذیب وتمدن والی بھی کوئی قوم اپنے آپ ایسا کرسکتی ہے؟''

ڈاکٹر موسیٰ موسوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ شام کے ایک بڑے شیعہ عالم سید محسن امین عاملی نے ۱۳۵۲ھ میں اس ماتمی حرب وضرب اور اس سے متعلقہ اعمال کو حرام ٹھہرایا اور اپنی بات کو انہوں نے بڑی صراحت اور بے مثال جرأت کے ساتھ کہا اور شیعوں سے اس طرح کے کاموں کو چھوڑ دینے کا مطالبہ کیا۔ مگر علماء اور مذہب کے قائدین نے ان کی سخت مخالفت کی اور اپنے ساتھ بے لگام عوام کو بھی ملالیا۔ ان کی اصلاحی کوششیں خاک میں ملنے کے قریب تھیں، مگر ہمارے دادا سید ابوالحسن شیعہ جماعت کے اعلیٰ رہنما کی حیثیت سے ان کی اصلاحی تحریک کے مؤید ہوگئے اور ان کے فتویٰ کی مکمل طور سے تائید کا اعلان کیا۔

ان حضرات کی مخالفت ہوتی رہی مگر سید ابوالحسن کے مقام ومرتبہ اور رعب ودبدبہ کی وجہ سے مخالفت کا زور کم ہوا اور عوامی پیمانے پر سید ابوالحسن کے فتویٰ کو مقبولیت حاصل ہوئی اور دھیرے دھیرے ان رسوم میں بڑی کمی آگئی، ہمارے دادا جب ۱۳۶۵ھ میں وفات پاگئے تو بعض نئی قیادتوں نے ان کاموں پر لوگوں کو دوبارہ ابھارنا شروع کیا، اور دھیرے دھیرے اس میں تیزی آتی گئی، پھر بھی ۱۳۵۲ھ کے پہلے جیسی پوزیشن پر نہیں لوٹ سکی۔

موسوی صاحب نے اس مقام پر عبرت وموعظت سے پُر ایک واقعہ بھی ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ محرم کی دسویں تاریخ کو بارہ بجے دن میں میں کربلا میں امام حسین کے روضہ کے قریب کھڑا تھا، ایک مشہور بزرگ شیعہ عالم بھی میرے قریب کھڑے تھے، اتنے میں ماتم کرنے والوں کا ایک جلوس حضرت حسین پر ماتم کرتے ہوئے تلواروں سے اپنے سروں کو لہولہان کیے روضہ حسین میں داخل ہوا، اس جلوس میں شریک لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں پر خون بہے جارہے تھے، یہ بڑا ہی نفرت آمیز اور رونگٹے کھڑا کردینے والا منظر تھا۔ پھر ایک دوسرا جلوس بھی آپہنچا، یہ لوگ بھی زنجیروں سے اپنی پیٹھوں پر ضرب لگا لگا کر خود کو لہولہان کیے ہوئے تھے۔ یہ سب منظر دیکھ کر وہ بزرگ شیعی عالم مجھ سے پوچھتے ہیں:

کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ اپنے اوپر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑ رہے ہیں؟

میں نے کہا: آپ سن نہیں رہے ہیں؟ یہ لوگ ''واحسیناہ'' کہہ رہے ہیں، یعنی حضرت حسین کا ماتم کررہے ہیں۔

پھر بزرگ عالم نے دوبارہ فرمایا: **أليس الحسين الآن فی ''مقعد صدق عند مليک مقتدر''**؟ کیا حضرت حسین اس وقت قدرت والے بادشاہ (اللہ رب العزت) کے پاس مجلس حق (یعنی جنت) میں نہیں ہیں؟

میں نے کہا: کیوں نہیں!

انہوں نے دوبارہ سوال کیا: کیا حضرت حسین اس لمحہ اس جنت میں نہیں ہیں **''التي عرضها كعرض السماوات والأرض أعدت للمتقين''** جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کے برابر ہے، اور جو متقیوں کے لئے بنائی گئی ہے؟

میں نے کہا: بالکل!

ان کا اگلا سوال تھا کہ کیا جنت میں **''حور عين كأمثال اللؤلؤ المكنون''** بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں نہیں ہیں جو چھپے ہوئے (محفوظ) موتیوں کی طرح ہیں؟

میں نے کہا: کیوں نہیں!

اس موقع پر وہ لمبی سانس لیتے ہیں اور انتہائی درد بھرے لہجے میں فرماتے ہیں:

بربادی ہو ان نادانوں اور کم عقلوں پر، یہ لوگ ایسی حرکتیں کیوں کررہے ہیں! کیا اس امام کے واسطے کررہے ہیں جو اس وقت جنت اور نعمت میں محظوظ ہورہے ہیں، ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ (لڑکے ہی) رہیں گے آبخورے اور جگ لے کر اور ایسا جام لے کر جو بہتی ہوئی شراب سے پر ہو آمد ورفت کررہے ہیں۔ **(يطوف عليهم ولدان مخلدون بأكواب وأباريق وكأس من معين)** انتهى.

☆☆☆

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اپنی نوعیت کا منفرد

بیسواں کل ہند مسابقۂ حفظ و تجوید و تفسیر قرآن کریم

بتاریخ
3-4/ اگست
2024ء ہفتہ، اتوار
بوقت: ۸ بجے صبح تا ۹ بجے شب
ان شاء اللہ

بمقام
اہل حدیث کمپلیکس
D-254 ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر اوکھلا، نئی دہلی-۲۵

رجسٹریشن کی آخری تاریخ
28/ جولائی 2024ء

ضروری معلومات نیز فارم حاصل کرنے کے لیے فوراً رابطہ قائم کریں: مسابقۂ تجوید و حفظ و تفسیر قرآن کریم کمیٹی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد دہلی-۶، فون: 23273407، موبائل: 8744033926, 9213172981
مسابقہ فارم جمعیت کی ویب سائٹ www.ahlehadees.org سے بھی ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے۔

اغراض ومقاصد

☆ مسلمانوں کو زندگی کے تمام امور میں قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دینا ☆ قرآن کریم کی تلاوت، تجوید و حفظ، اس کے معانی و تفسیر پر فکر و تدبر میں دلچسپی پیدا کرنا ☆ مسلمان بچوں میں قرآن کریم کی تلاوت و حفظ کا شوق پیدا کرنا ☆ امت کو کتاب الٰہی سے وابستہ کر کے دنیا و آخرت میں فوز و فلاح سے ہمکنار کرنا ☆ حفاظ و قراء کی حوصلہ افزائی نیز مدارس میں فن تجوید پر مزید توجہ کی راہ ہموار کرنا ☆ ہزاروں روپے کے نقد انعامات ☆ حوصلہ افزائی کے لیے متعدد و مختلف النوع انعامات امتیاز حفاظ و قراء کے لیے بین الاقوامی مقابلہ قرآن میں نامزدگی کا امکان ☆ ملک بھر میں ۲۵ سال سے کم عمر کے حفاظ و قراء و طلباء کے لیے نادر و نایاب موقعہ۔

مقابلے کے زمرے

اول: حفظ قرآن کریم کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید قرأت	دوم: حفظ قرآن کریم بیس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید و قرأت
سوم: حفظ قرآن کریم دس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید و قرأت	چہارم: حفظِ قرآن کریم پانچ پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید و قرأت
پنجم: ناظرہ تلاوت قرآن کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید و قرأت	ششم: سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق کے ترجمے اور تفسیر کا تحریری امتحان

☆ ترجمہ و تفسیر (سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق) کا تحریری امتحان بتاریخ ۳/ اگست ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ بمقام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہوگا اور اس کا پرچہ سوالات مصحف مطبوع مجمع الملک فہد ۱۴۱۷ھ ترجمہ مولانا جوناگڑھیؒ کی روشنی میں تیار کیا جائے گا۔ ☆ ان شاء اللہ نقد انعامات کے علاوہ دیگر انعامات بھی دیئے جائیں گے، نیز دیگر شرکاء کے لیے بھی کچھ تشجیعی انعامات ہوں گے۔

اہم وضاحت

☆ زمرہ اول و دوم و سوم و چہارم امیدوار کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مقررہ پاروں کا حافظ ہو اور احکام تجوید و قرأت سے بھی واقف ہو، احکام تجوید کے سوالات کا عملاً جواب دے سکے، قرأت سبعہ میں سے کسی ایک قرأت کے مطابق تلاوت کرے، جس کا واضح اندراج فارم داخلہ میں کرنا لازمی ہے۔ ☆ ایک قاری کو صرف ایک ہی زمرہ میں شرکت کی اجازت ہوگی۔ ☆ اگر کسی زمرے کے لیے پانچ سے کم امیدوار اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی پہنچے تو مرکزی جمعیت اس زمرے کا مقابلہ منعقد کرنے سے معذور ہوگی۔

شرائط شرکت مسابقہ

❶ مقابلہ میں شرکت کی درخواست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقررہ فارم پر دی جائے گی۔ ناگزیر حالات میں رجسٹریشن کے لئے سادہ کاغذ پر بھی درخواست دی جا سکتی ہے، اور بذریعہ فون بھی رجسٹریشن ممکن ہے البتہ مسابقہ شروع ہونے سے پہلے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے مطبوعہ فارم حاصل کر کے پر کرنا ضروری ہے ❷ شرکت کے متمنی قاری کی عمر ۲۵ سال سے زائد نہ ہو ❸ امیدوار کا شمار ملک کے مشہور پیشہ ور قراء میں نہ ہوتا ہو۔ ❹ اس سے پہلے وہ کسی بین الاقوامی مقابلۂ حفظ و قرأت میں حصہ نہ لے چکا ہو ❺ مرکزی جمعیت کے کسی مقابلے کے شریک قاری کو اس زمرے میں یا اس سے زیریں زمرے میں شرکت کی اجازت نہیں ہوگی جس میں وہ پہلے بھی حصہ لے چکا ہو۔ ❻ مقابلے میں شرکت کی مکمل درخواست، انعقاد مقابلہ سے پانچ روز قبل دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو موصول ہونا لازمی ہے بصورت دیگر درخواست رد کر دی جائے گی ❼ حفظ قرآن اور تجوید و احکام کی قابل قبول سند یا تصدیق نامہ کی فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ منسلک ہو اور اصل اپنے ساتھ لائے۔ ❽ مقابلے میں شرکت کی نامزدگی کسی دینی تعلیمی ادارے یا معروف مسلم تنظیم کی جانب سے ہونی چاہیے۔ ❾ اصولِ تجوید و قرأت سے ناواقف امیدوار کو مقابلے سے خارج کر دیا جائے گا ☆ حفظ کر رہے طلبہ کو زمرہ پنجم (ناظرہ قرآن مکمل) میں شرکت کی اجازت نہیں ہوگی۔

نوٹ: آمد و رفت کے اخراجات بذمہ امیدوار ہوں گے۔ قیام و طعام کا انتظام مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی جانب سے ہوگا۔

اہل حدیث منزل کی تعمیر و تکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے : (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدر پور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292